سچائی کو قبول کرو اور غلطیون کو ترک کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

الحمد للہ والمنتہ کہ رسالہ مسمی بہ

ترک ویدیزم حصہ دویم

بجواب

تکذیب ترک ویدیزم مصنفہ مسٹر نارائن پرشاد صاحب
آریہ مرادآبادی

مصنفہ

شیخ عبدالعزیز (بابو جگدمبا پرشاد ورما سابق
آریہ اپدیشک ملک برہما حال وارد دہلی مصنف
ترک ویدیزم و تحفہ آریہ سماج

باجازت جناب مولانا محمد عبدالمجید صاحب سکریٹری
انجمن اشاعت الاسلام زینت محل دہلی

ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

قاسمی پریس دہلی میں محمد قاسم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج ۱۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے دوست جناب حکیم مقصود علی صاحب مرادآباد سے واپس تشریف لائے اور ایک رسالہ ہمین دیا جو ہمارے ٹریکٹ ترک ویدیزم کے جواب مین مرادآباد آریہ سماج کے ممبر بابو نارائن پرشاد صاحب نے تصنیف کیا ہی۔ ہم بابو صاحب مذکور کے تہ دل سے مشکور ہین کہ انہون نے کم ازکم یہ ارادہ تو کیا کہ اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کرین کیونکہ آریہ اخبارات کی طرز تحریر سے تو یہی پتہ لگتا تھا کہ وہ اصولی بحث سے سروکار نہین رکھنا چاہتے خیر اب ہم اس بات کی چھان بین شروع کرتے ہین کہ ہمارے پیش کردہ اعتراضات کے جوابات کہان تک صحیح اور معقولیت پر مبنی ہین بیشک ہم اس بات کو پھر دوہرائے دیتے ہین کہ ہم آریہ سماج کے چوتھے نیم پر کہ سچائی کو قبول کرنا اور غلطیون کو ترک کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہی ہمیشہ قائم ہین اور رہین گے اور اگر ہمارے اعتراضات واقعی رد ہو جائین گے تو ہمین سچائی کو مدنظر رکھ کر اپنا اعتراض واپس

لینیکا اعلان کرنے سے دریغ نہ ہوگا البتہ یہ دوسری بات ہی کہ نہ نو من تیل ہو اور نہ رادھا ناچین۔

ناظرین! ہم اور باتون کا جواب دینے سے قبل آپ پر یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہین کہ جو صاحب سنسکرت الفاظ کو صحیح لکھ بھی نہ سکتے ہون وہ اگر وید منترون اور منوسمرتی وغیرہ پر پیش کردہ اعتراضات کا جواب دینے بیٹھینگے تو اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہی کہ وہ کہین ادہر اودہر سے مدد لے کر کام چلاوین پھر بھلا کہین اس طرح ان باتون کا فیصلہ ہوا کرتا ہی۔

ہمین افسوس ہی کہ بابو نارائن پرشاد صاحب (لفظ نرائن غلط ہی) کو یہ بھی خبر نہین ہی کہ لفظ ویدازم نہین بلکہ ویدزم Vedism ہی۔ اور لفظ اشلوک۔ نہین بلکہ شلوک श्लोक (Shloka) ہی۔

اسی طرح آپ نے صفحہ ۳ سطر ۱۶ پر لفظ سمانم۔ समानं (Samanam) کو समानम (Samanams) سمانمہ لکھا ہی۔ (یعنے म م کو مل نہین کیا) اس تفرقہ کو اردو دان صاحبان کی بہ نسبت انگریزی دان آسانی سے سمجھ سکتے ہین اور یہ کاتب کی غلطی نہین سمجھی جا سکتی تاہم ایسی غلطیون کی فہرست درج کرنا طوالت سمجھکر نظر انداز کرتے ہین

ناظرین! اب ہم اعتراضات کے جوابون پر آتے ہین۔ پہلا اعتراض پہلے رسالہ ترک ویدزم مین یہ تھا کہ مادہ اور روح کی قدامت کے ثبوت مین سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے جو منتر द्वा सुपर्णा پیش کیا ہی اسکے الفاظ سے یہ معنے مطلب ہرگز بھی نہین ظاہر ہوتے۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ آریہ ڈیفنڈر صاحب کی کوشش کیا

گل کھلاتی ہی۔

آپ کا ترجمہ اس منتر پر یون ہی (الفاظ سنسکرت ہم چھوڑ دیتے ہین)

"دو دیکپشی باہم ملے ہوے دوست سے ہین اپنے مثل درخت کے سب طرف سے ساتھ ہین ان دونون مین سے ایک تو پھل کو ذائقہ دار سمجھ کر کھاتا ہی دوسرا نہ کھاتا ہوا ساکشی ماتر ہے"

ناظرین اب بھی ہم وہی بات کہے دیتے ہین کہ اس ترجمہ مین بھی روح اور مادہ کی قدامت کا شان وگمان بھی نہین ہی۔

آریہ ڈیفنڈر صاحب فرماتے ہین کہ "معترض نے समान (سمانم) کا ترجمہ ایک ہی کرنے مین غلطی کی ہی" اس کا جواب یہ ہی کہ اول تو اگر بالفرض ہم آپ کا ہی ارتھ تسلیم کر لیوین تاہم بھی ہمارا اعتراض بدستور قائم رہتا ہے دوئم یہ کہ ہم اپنے ترجمہ کی تائید مین پنڈت بھیم سین شرما صاحب (جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے ہمراہ بارہ سال تک رہے تھے اور آریہ سماج کو کسی وقت اُنپر فخر تھا) کے منڈک اُپنشد بھاشیہ (تفسیر) کے صفحہ ۷۰ اسطرح سے انکی عبارت ذیل مین نقل کیے دیتے ہین۔

समानम् = एकम् ॥

یعنے سمانم کے معنے ایک کے ہین

اب اگر کوئی صاحب یہ کہین کہ پنڈت بھیم سین شرما صاحب نے بھی غلطی کی ہوگی اور شاید اسوجہ سے کہ وہ اب آریہ سماج کو ترک کر کے سناتنی بن گئے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ اُن کے برابر کا کوئی علم سنسکرت کا عالم فاضل آریہ سماج کے اندر

ہمین نظر نہین آتا پس آریہ صاحبان اول تو انہین سے (جو شہر اٹاوہ مین رونق افروز ہین) اس کا فیصلہ کر لیوین بعدہ دیکھا جاویگا۔ سوئم یہ کہ اس لفظ کی تفسیر سوامی شنکرا چاریہ جی مہاراج کی نہمتا اپنشد مطبوعہ آنند آشرم پریس پونا سنسکرت سیریز نمبر ۹ کے صفحہ ۴۳ سطر ۱۶ مین درج ہے۔

समानमविशेषमुपलभ्यचिष्ठानतैक ॥

ترجمہ۔ "سمانم یعنے جو وشیش (مخصوص) نہین ہے اسکو اوپلبدھی (= سہارہ) کی جائے قیام ہونے سے ایک کو۔

اب ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ ہم نے سمانم لفظ کے معنے غلط لکھے ہین یا کہ خود آریہ ڈیفنڈر صاحب نے من مانی وہینگا دھینگی چلائی ہے۔ کیونکہ ان کا ترجمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ دونون پکھیرو اپنے مثل درخت ......" اب منصف مزاج صاحبان غور کرین کہ بھلا پکھیرو کے مثل درخت کیونکر ہو سکتا ہے۔ مثال بھی تو مناسب نسبت کے لحاظ سے دی جایا کرتی ہے اسکے علاوہ لفظ परिषस्वजाते کا ترجمہ "سب طرف سے ساتھ ہین" کیا گیا ہے۔ اب ناظرین غور کرین کہ وہ دونون پکھیرو درخت کے کسی ایک شاخ پر تو بیٹھ سکتے ہین مگر اس درخت کے "سب طرف سے ساتھ" کس طرح رہ سکتے یہ بات ہماری سمجھ مین تو آتی نہین اگر مسٹر نارائن پرشاد صاحب ایسے پیچیدہ مضمون کے الجھن مین ہی عوام کو ڈال کر مادہ کی قدامت ثابت کرنا چاہتے ہین تو بات دوسری ہے۔

ناظرین! سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے ویدون کی تفسیر کا ایک نرالا ڈھنگ نکال لیا ہے کہ جو لفظون کے لفظی معنے سے تعلق ہی نہین رکھا کرتا بس

آریہ صاحبان چاہے خود سوامی جی کی نقل کرتے رہین یا جو مرضی ہو کرین لیکن کم از کم اُنہین دوسرون کو غلطی پر کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

آگے بابو نارائن پرشاد صاحب فرماتے ہین "ویدون کے جاننے والے جانتے ہین کہ ویدون کے بیانات النکارون (استعارات) سے پُر ہین اور اُسی کے مطابق اس منتر مین بھی النکار سے ایشور جیو اور مادہ کا بیان ہوا ہی"

پس ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اگرچہ ویدون مین استعارات کی بھرمار ہی لیکن سوال زیر بحث تو یہ ہی کہ آیا آریہ سماج کا یہ دعوی کہ خدا کیساتھ روح اور مادہ ہمیشہ سے ازلی اور لافانی ہونے کے باعث موجود ہین ویدون سے ثابت ہی یا کہ یہ صرف زبانی جمع خرچ ہی۔ اس منتر کے استعارہ سے جہان سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے مادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنا چاہا ہی وہان دیگر فاضلان وید کچھ اور ہی مطلب نکال رہے ہین پس اس منتر متنازعہ فیہ کو سوامی جی کا اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرنا ان کے دعوے کی کمزوری ظاہر کرتا ہی۔ کیونکہ اس منتر کے الفاظ سے وہ بات نہین برآمد ہوتی پس جس طرح سوامی جی اور آریہ صاحبان نیوگ وغیرہ کے متعلق ایسے منترون کو پیش کر رہے ہین جو استعارات سے مملو ہین ویسی طرح ان کو چار ویدون کے قریباً بیس ہزار منترون مین سے صرف ایک منتر ایسا تلاش کرکے پیش کرنا چاہئے جس مین صاف طور پر یہ درج ہو کہ "پرکرتی اور جیو آتما ازلی او لافانی ہین"

لیکن جب تک ایسے صاف الفاظ مین کوئی حوالہ خاص وید کا نہین بتلایا جائیگا تب تک ہم ہرگز یہ نہین تسلیم کر سکتے کہ آریہ سماج کا یہ دعوی خود

ان کے الہامی کتب کے موافق ہی بلکہ ہم یہی کہین گے کہ سوامی دیانند سرسوتی
مہاراج نے جب دیکھا کہ اہل سائنس کا یہ مقولہ ہی کہ مادہ کی نیستی نہین
ہوتی اور آج کل ہندوستان کا تعلیم یافتہ گروہ سائنس کی معلومات کا
قائل ہی تو یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ یہی مسئلہ ہمارے ویدون مین بھی
ہی۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس منتر کے استعارہ کی تاویل اگر ہم یہی تسلیم
کرلیوین کہ دو پکھیرون کی مانند ذی روح (جیو اور برہم) سے مراد ہی تو تاہم بھی
ہمین دیانندی تعلیم کی تائید اس منتر سے ہرگز ہرگز بھی نہین ہوتی کیونکہ
پھر بھی استعارہ نے یہ کب ظاہر کر دیا کہ وہ درخت اور دونون پکھیرو۔

ازلی اور لافانی ہین۔ اس منتر کی تفسیر مین سائن آچاریہ
یہ فرماتے ہین کہ جیو مین برہم کے ویاپک ہونے اور دونون کی ذی روح ہونے
کی یہ مثال دی گئی ہی کہ جس طرح کسی درخت پر دو پکھیرو بیٹھے ہون ان مین سے
ایک اس درخت کے پھل کو کھاتا ہو اور دوسرا نہ کھاتا ہو ایسا ہی جیو اور برہم
دونون ذی روح ہونے کی صفت مین ایک مانند ہونے کے باعث دو پکھیرو
کی مثال سے بیان کئے گئے ہین۔ پس ناظرین غور کرین کہ اس سے
مادہ اور روح کی قدامت کیونکر ثابت ہو گئی۔ ہم دوبارہ آریہ صاحبان کو
چیلنج کرتے ہین کہ وہ اس منتر (رگ وید ۱۔۱۶۴۔۲۰) [illegible] کے
استعارہ سے بھی جیو اور پرکرتی (روح اور مادہ) کی

قدامت کو ثابت کرین۔

آگے چلکر آریہ ڈلفینڈر صاحب نے لکھا ہی کہ "سوامی جی نے ہی اس منتر کا یہ مفہوم نہین سمجھا بلکہ شوتیا شوتر اپنشد کا مصنف بھی ہزارون سال پہلے اس منتر کا یہی مطلب بیان کر چکا ہی" اس کا جواب یہ ہی کہ چونکہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اس شوتیا شوتر اپنشد کو مستند نہین مانا ہی اور وہ فرماتے ہین کہ ایسی تمام کتابین زہر الودہ غذا کے مانند ترک کر دی جانے کے قابل ہین پس ہم آریون سے گفتگو کرتے وقت اور سوامی دیانند کی تعلیم کی جانچ پڑتال کرنے وقت ہرگز ہرگز بھی ایسی زہر الودہ غذا سے کام لینا مناسب نہین سمجھتے اور ہم اپنے آریہ بھائی صاحبان کو بھی ہدایت کرتے ہین کہ وہ ایسا کرنے مین خود اپنے مہرشی کی عدول [illegible] کر رہے ہین البتہ اخبار ہتکاری امرتسر مین ایک مہاشے دیوان چند صاحب سیکنڈ ماسٹر دیانند اینگلو ہائی سکول ڈیرہ دون نے جو جواب ہمارے اعتراضون کا دینا شروع کیا ہی پس انہون نے جو منڈک اپنشد کی طرف اشارہ کیا ہی یہ ایک معقول بات ہی کیونکہ یہ منڈک سوامی دیانند مہاراج کے تسلیم کردہ دس اپنشدون کے اندر ہے۔ اس لئے ہم اب منڈک اپنشد کو کھولتے ہین۔

ناظرین! یہ منتر "دو پکھیرون والا" اس منڈک اوپنشد کے پانچوین کھنڈ مین پہلا ہی پس ہم اس سے آگے کے دو منترون کو معہ لفظی ترجمہ ذیل مین نقل کرتے ہین۔ تاکہ آپ پر یہ ظاہر ہو جاوے کہ روح اور [illegible] کی قدامت کا دعوی کیسا بے ثبوت بھرم اور نقلی ثبوت سے ہی۔

समाने वृक्षे पुरुषो निमग्नो, नीशया शोचति मुह्यमान

जुष्टं यदा पश्यत्यन्यमीशमस्य महिमानमिति वीतशोक॥

मुण्डक अ० ३ ख० १ म० २॥

समाने वृक्षे पुरुषः निमग्नः अनीशया शोच-
-ति मुह्यमानः। जुष्टं यदा पश्यति अन्यम् ईश-
-म् अस्य महिमानम् इति वीत शोकः॥

ارتھ:- (۱) (اوس) ایک ہی (۲) درخت پر (بیٹھا ہوا وہ) پرش (جیوآتما) (۴) (دنیاوی تعلقات مین) پھنسا ہوا (۵) مصیبت زدہ (۶) (اور) ناطاقت ہونے کے باعث سے (۷) پچھتا تا (افسوس کرتا) ہی۔ (۸) لیکن جب (۹) دوسرے (۱۰) قابل عبادت (۱۱) ایش (پرماتما) کو (۱۲) (اور) اسکی (۱۳) مہما (فضیلت) کو (۱۴) دیکھ لیتا ہی (۱۵) تو (تب اس کے بعد وہ) (۱۶) شوک یعنے افسوس ورنج غم و تمام طرح کی مصیبتون) سے رہا ہو جاتا ہی۔

نوٹ - اس منتر کو مصنف منڈک اپنشد نے اُس منتر (رگ وید ۱۔۱۶۴۔۲۰) کی تشریح کے طور پر لکھا ہی پس اگرچہ اسقدر بات حل ہو گئی کہ وہ بکھیرون سے مراد جیو او پرہم (روح اور خدا) سے ہی لیکن پھر بھی سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی رائے کی تائید اس منتر سے ہرگز بھی نہین ہوتی۔ کیونکہ سوال زیر بحث تو یہ ہی کہ جیو اور پرکرتی انادی اور نتیجہ ازلی اور لافانی ہین یہ بات ویدون ہی مندرج نہین ہی اور سوامی دیانند کی نج گھڑنت ہی۔

ناظرین! اس منتر مین تو ہمین اسلامی اصول کی تائید نظر آتی ہی۔ وہ یون سمجھے کہ جیوآتما (انسان) دنیا کے جھنجھٹون سے گھبرا کر جب اس وحدہٗ لاشریک پرم برہم پرمیشور کے شرن مین جا کر اسکی حمد و ثنا اور مناجات وغیرہ کرتا ہوا اپنے گناہون کی معافی کا طلب گار ہوتا ہی تو وہ رحیم و کریم پرماتما اپنے فضل و کرم سے

اُسے بخشش کر نجات دیدیتے ہین۔

آریہ ڈیفنڈر مہاراج! آپ بتلائیے کہ اس منتر کے کس لفظ سے آپ یہ معنے نکالین گے کہ روح اور مادہ قدیم ہین۔ یا آپ کے استعارہ والے الفاظ مین یون سہی کہ وہ پھل کھانے والا پکھیرو اور وہ درخت ازلی اور لافانی ہین؟

ناظرین! ایک بات اور قابل نوٹ ہے کہ سوامی جی یا آریہ صاحبان تو فرماتے ہین کہ دونون پکھیرون کی مثال تو جیو اور برہم کی ہے اور درخت کی مثال سے پرکرتی کی مراد ہے۔ مگر منڈک اپنشد کا مصنف منتر مین اگرچہ پھل کھانے والے پکھیرو سے جیو مطلب لیتا ہے مگر پرکرتی کا مطلقاً ذکر بھی نہین کرتا۔ پس اب آریہ ڈیفنڈر صاحبان کو کسی اور حوالہ کی تلاش کرنی چاہیے جو درخت کو پرکرتی تو بنا دیوے پھر یہ سوال پیچھے چل ہوتا رہے گا کہ آیا وہ قدیم وغیرہ ہے یا نہین۔

اب اور اگلا منتر دیکھیے۔

यदा पश्यः पश्यते रुक्मवर्णं कर्तारमी-
-शं पुरुषं ब्रह्मयोनिम्। तदा विद्वान्
पुण्य पाप विधूय निरञ्जनः परमं
साम्यमुपैति ॥

ارتھ:- (۱) جب (۲) دیکھنے والا (وہ جیو آتما) (۳) اُس (روشن (۴) خالق مطلق (۵) پُرش (سب مین بھرپور) (۶) ویدون کے ذریعہ پیدائش (۷) ایش (برہم) کو (۸) دیکھتا ہی (۹) تب (۱۰) وہ علم الٰہی کے رازون کا عالم (۱۱) پنہ اور پاپ کو (۱۲) چھوڑ کر (۱۳) تمام طرح کے جھنجھٹون سے علیحدہ ہو کر (۱۴) افضل (۱۵) سمتا (برابری یعنے سب مین ایک نظر رکھنے والا ہو جانا) کو (۱۶) حاصل کر لیتا ہی۔

ناظرین! ہمین تو اس منتر مین بھی مادہ اور روح کی قدامت نظر نہین آتی اگر کسی خاص قسم کی خوردبین سے دیکھنے کی ضرورت ہو تو ہم اپنا جاننے پر اسکی کھوج کرنے کو تیار ہین۔

نوٹ۔ اس منتر کی ہدایت بھی ہمین اسلامی وحدانیت کے موافق نظر آتی ہی۔ اور اگر لفظ نمبر ۶ برہم یونہم کا ہم بجائے ویدون کے قرآن شریف ترجمہ کر لیوین دیکھو نگہ اس لفظ کے معنے مفسرین کی رائے مین کلام الٰہی کے ہین اور جہان آریون کے نزدیک وید کلام الٰہی ہین وہان اہل اسلام کے نزدیک قرآن شریف علم ربانی ہی تو ہمارا خیال ہی کہ اس منتر پر ہر ایک مسلمان عامل ہو سکتا ہی

ناظرین! اس اُپنشد کے اس کھنڈ کے خاتمہ تک یہی مضمون چل رہا ہے مگر افسوس کہ روح اور مادہ کی قدامت کی تائید مین ایک حرف بھی نہ مل سکا اب شاید کوئی صاحب ہم سے یہ سوال کرین کہ جبکہ منتر متنازعہ فیہ द्वा सुपर्णा (دو پکھیرون والا) مین لفظ سکھا = دوست آگیا ہی تو اب اس بات کی کیا ضرورت ہی کہ جیو کو قدیم اور لافانی ثابت کرنے کے لئے کوئی اور حوالہ

پیش کیا جاوے کیونکہ برہم قدیم ہی پس اسکا دوست بھی بوجہ ہم صفات ہونیکے قدیم ثابت ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہی کہ وہی استعارہ ہے کہ ان دونون پکھیرون مین اسقدر تفرقہ موجود ہی کہ اول پکھیرو جیو پھل کو کھاتا ہی پس صاف ظاہر ہی کہ کھانیوالے کو بدہضمی بھی ہو سکتی ہی اور وہ بیمار بھی ہو سکتا ہی مگر نہ کھانے والا ان خرابیون سے پاک رہتا ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ جیو آتما پیدا ہو کر مرنیوالا ہی یعنے اس خلقت سے پہلے نہ تھا اور بعد مین نہ رہیگا۔ بلکہ اس پیدا شدہ خلقت کے پہلے سوا ایک وحدہ لاشریک پربرہم پرماتما کے وجود کے اور کچھ نہ تھا اور اس ہی سے روح اور مادہ وغیرہ سب کچھ پیدا ہوئے ہین۔ اس بات کی تائید خود اس اپنشد کے حوالہ جات سے ہوتی ہی جن مین سے چند کو ہم ذیل مین ظاہر کرتے ہین۔

(۱) यथोर्ण नाभि یہ منڈک اپنشد کے اول کھنڈ کا ساتوان منتر ہے۔ اس مین یہ کہا گیا ہی کہ جس طرح مکڑی جالے کو خود اپنی ذات سے نکالتی ہی اور پھر اپنے اندر جذب کر لیتی ہی یا جیسے جوانی کی عمر مین داڑھی مونچھ خود بخود نکل آتے ہین یا جس طرح نباتات زمین کے اندر سے خود بخود پیدا ہو جاتے ہین اوسی طرح یہ سب (بشو) اس اکشر یعنے نہ فنا ہونے والے پربرہم پرمیشور سے پیدا ہوا ہی۔ (اس پر مفصل بحث دیکھو کتاب آریہ سماج کی پول مین)

اب آریہ صاحبان سے سوال یہ ہی کہ کیا بشو کے اندر جیو اور پرکرتی بھی نہیں آ گئی۔ ان کو ایک منتر ایسا تلاش کر کے ظاہر کرنا چاہیے جس مین یہ لکھا ہو کہ پرمیشور نے جیو اور پرکرتی کو نہین پیدا کیا

(۲) यथा सुदीप्तात्पा० یہ بھی اس منڈک کے تیسرے کھنڈ کا اول منتر ہے اس مین یہ کہا گیا ہی کہ جس طرح سلگائی ہوئی آگ سے ہم شکل ہزارون چنگاریان نکلتی ہین اسی طرح اکشر یعنے نہ فنا ہونے والے (پر برہم پرمیشور) سے یہ تمام مختلف اشیا پیدا ہوتی ہین اور اس مین لی (واپس) ہو جاتی ہین۔

ناظرین! اس منتر نے اور بھی صاف کر دیا کہ روح اور مادہ وغیرہ وغیرہ سب ہی کچھ اُس خالق مطلق سے پیدا ہوئے ہین اور فنا ہونے پر پھر اُس مین واپس ہو جاتے ہین۔ مثال بھی ایسی آسان دی گئی کہ سب لوگ سمجھ سکتے ہین۔

کہئے آریہ ڈیفنڈر صاحب! اب آپ کی مادہ روح کی قدامت کہان چلی گئی۔ اب آپ کو لازم ہی کہ اس کے مقابلہ مین ایک ہی منتر اس معنی مطلب کا پیش کرین کہ پربرہم پرماتما نے جیو اور پرکرتی کو پیدا نہین کیا۔ اور بھی سنئے:—

तस्माच्च देवा बहुधा सम्प्रसूताः साध्या मनुष्याः पशवो वयांसि । प्राणापानौ व्रीहि यवौ तपश्च श्रद्धा सत्यं ब्रह्म चर्यं विधिश्च

یہ بھی اس منڈک کے تیسرے کھنڈ کا ساتوان منتر ہی۔ اس مین فہرست پیدا شدہ اشیا کی بیان ہوئی ہی کہ اس سے مختلف قسم کے دیوتا پیدا ہوئے شادھیہ ہوئے۔ منوشیہ ہوئے پشو ہوئے وغیرہ۔

اب ہم آریہ صاحبان سے سوال کرتے ہین۔ لفظ منوشیہ سے

وہ کسے سمجھتے ہین۔ اس کے لفظی معنے انسان کے ہین پس سوال یہ ہی کہ
کیا ان کے خیال مین انسان کا صرف جسم پیدا کئے جانے سے مراد ہے کیونکہ
جیوآتما (روح) کو تو وہ غیر پیدا شدہ قدیم مانتے ہین۔ اور لفظ منوشیہ یا
انسان اُس مخلوق کی طرف اشارہ کرتا ہی جو روح معہ جسم ہو۔

ناظرین! اب بھی اگر آریہ صاحبان اپنی ہٹھ دھرمی کو نہ ترک کرین تو
لاچاری ہی اور آپ کو معلوم ہو کہ اس منڈک اُپنشد مین ایسے منتر بکثرت ہین
مگر ہم بوجہ طوالت اور زیادہ نقل نہین کر سکتے۔ اسی طرح دیگر اپنشدون سے
بھی دیانند تعلیم کی حقیقت ہماری کتاب ریسالہ کی پول مین بہت مفصل طور پر بیان کی گئی ہی۔

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض ہمارا یہ تھا کہ [illegible] اس منتر (منڈک ۴۔۸۔۲) کے
ترجمہ مین سوامی جی نے ایک لفظ بد زیادہ کر دیا ہی جس سے مطلب ہی کچھ
اور کا اور ہو جاتا ہی۔ اس کے جواب مین مسٹر نارائن پرشاد صاحب یون
فرماتے ہین "سوامی جی نے بیشتر ستیارتھ پرکاش مین جن منتر یا شلوکون
کے ارتھ لکھے ہین ان کا لفظی ترجمہ نہین کیا ہے۔ بلکہ اپنے لفظون مین منتر
یا شلوک کا مفہوم درج کیا ہے اس اپنشد کے شلوک کی بھی ترجمہ کی یہی
حالت ہے۔"

اب مقام غور ہے کہ اگر سوامی جی نے لفظی ترجمہ نہین کیا تھا تو
کیا آریہ صاحبان اسقدر نہ کر سکتے تھے کہ ستیارتھ پرکاش کے ساتھ

چند فقرون کی ایک شریح شامل کر دیتے جس مین تمام ان حوالہ جات کے لفظی معنے درج کر دیے جاتے جو اس کتاب مین آئے ہین تاکہ پڑہنے والون کو آسانی سے پتہ لگ سکتا کہ آیا سوامی دیانند کے پیش کردہ حوالہ جات کے دراصل الفاظ سے کیا کچھ برآمد ہوتا ہی۔ لیکن ناظرین! وہ ایسا کیون کرنے لگے انہین تو تمام سنسار کے مذہبون کے بزرگان کو صلواتین سنانے سے ہی فرصت نہین ملتی آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب لکھتے ہین۔

"بد" لفظ بیشک کسی سنسکرت لفظ کا ترجمہ نہین ہے"

ناظرین! ہمین خوشی ہی کہ ہمارے دعوی کو تسلیم کر لیا گیا بس ہم یہی دکھلانا چاہتے تھے کہ سوامی جی زبردستی اپنی طرف سے عبارت بڑھا کر حوالہ جات سے خلاف معنی مطلب عوام مین ظاہر کر رہے ہین آگے کی عبارت کا لب لباب یہ ہی کہ اگر "بد" لفظ نکال بھی ڈالا جاوے تو آریہ سماج کا کوئی نقصان نہین ہوتا۔ اب ناظرین غور کرین کہ "بد" جیسا لفظ کیونکر ایسا بلا ضروری ہو سکتا ہی جسکا قایم رکھنا یا نکال ڈالنا کوئی معنی نہ رکھتا ہو۔ اول تو ایسے الفاظ کو جسکا اصل مین اشارہ تک بھی نہ ہو ترجمہ مین درج کرنا عوام پر حوالہ جات کے غلط معنی مطلب کو ظاہر کرنا ہی اور جب ایسا کام عمداً اپنے کسی رائے کی تائید کی غرض سے کیا گیا ہو تو واقعی یہ مغالطہ دہی سے کم نہین ہے۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ آریہ ڈیفنڈر صاحب کی یہ بات کہ اسکے نکال ڈالنے سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ کہان تک صحیح ہی

مسٹر نارائن پرشاد جی! آپ کا یہ کہنا غلط ہی کہ "سوامی دیانند نہین مانتے کہ مکتی اعمال سے ہوتی ہی"۔ ہم آپ کے اس دعوے کی تردید کے لئے اردو مستند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۶ سطر ۱۸ سے حسب ذیل نقل کئے دیتے ہین۔

"......اس وجہ سے منتر مین کہا ہی کہ پاکیزہ افعال اور پرمیشور کی اُپاسنا کے بغیر موت کے دکھ سے کوئی پار نہین ہوتا (۵) مطلب یہ ہی کہ پاک اعمال پاک اُپاسنا (تعلق و طلب گاری) اور پاک علم سے ہی مکتی اور دروغ گوئی وغیرہ ناپاک اعمال پتھر کی تصویر وغیرہ کی اپاسنا اور جھوٹے علم سے بندھ ہوتا ہی کوئی انسان ایک لمحہ بھر بھی اعمال اپاسنا اور علم سے خالی نہین رہتا اس لئے راست گوئی وغیرہ دھرم کے کام کرنا اور دروغ گوئی وغیرہ ادھرم کو چھوڑ دینا ہی مکتی کا ذریعہ ہے"

ناظرین! اب آپ غور کرین کہ جہان سوامی جی صاف اور کھلے الفاظ مین اعمال کی پاکیزگی راست گوئی وغیرہ پر عمل کرنے سے ہی مکتی اور اس کے خلاف دروغگوئی وغیرہ سے بندھ مان رہے ہین وہان بابو نارائن پرشاد صاحب کا اس امر سے انکاری ہونا کیا یہ نہین ظاہر کر رہا ہی کہ اب رفتہ رفتہ آریہ صاحبان سوامی جی کی تحریرات کو وید شاسترون کے اصولون سے خلاف پاکر عوام کی آنکھون مین دھول ڈالتے ہوئے پردہ پوشی کرنا چاہتے ہین لیکن افسوس کہ اس روشنی کے زمانہ مین ایسی باتین نہین چل سکتین ان کو صاف اقرار کر لینا چاہیے کہ سوامی دیانند مہاراج نے غلطی کی اور ہم

لوگ (ممبران آریہ سماج) اب ان کا پیچھا چھوڑتے ہین۔

واضح ہو کہ اوپر کے اقتباس مین بھی سوامی جی ان منترون کے معنی مطلب سے خلاف من مانی گھڑنت کر گئے ہین جن کو اس موقع پر خود پیش کیا ہے یعنے نوین سملاس کے آغاز مین جو منتر لکھا ہی اس مین الفاظ بدیا ابدیا آئے ہین جن کے معنے تو سوامی جی نے صحیح لکھ دیا ہی مگر اس سے اپنے خیالات رد ہوتے دیکھ کر لمبی چوڑی تشریح کر کے لوگون کو عجیب و غریب دلیل مین پھنسا رہے ہین پس جہان دیانندی فلاسفی یہ تعلیم دیتی ہی کہ بد افعال ترک کرنا اور نیک و پاک افعال پر عمل کرنا ہی مکتی یعنے نجات کا ذریعہ ہی وہان تمام وہ اپنشدین جنکو انہون نے مستند قرار دی ہین اور بھگوت گیتا (آرین تفسیر مصنفہ پنڈت آریہ منی صاحب کے ہی مطابق) یہ تعلیم دیتی ہی کہ انسان بدی سے دوزخ کو جاتا ہی نیکی سے بہشت (سورگ) کو جاتا ہے غرضکہ اعلی سے اعلی نیکی کرنیوالا اور ہر طرح کی پاکیزگی و راست گوئی وغیرہ والا بھی اس چکر مین پڑا رہا کرتا ہے (تناسخ کو مد نظر رکھکر یہ کہا گیا ہے کہ نیک افعال والے سورگ کو جا کر اپنے ان نیک افعال کے معاوضہ مین پھل بھوگ کر پھر واپس آتے ہین۔) لیکن مکتی (نجات) چونکہ ترک سوگ سے علیحدہ درجہ ہی پس وہ بدی اور نیکی ان دونون قسم کے افعال سے بھی علیحدگی ہو جانے پر ہی حاصل ہو سکتی ہی۔

ناظرین! اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ لفظ بد کے اوڑا دینے سے سوامی دیانند مہاراج کی ساری کوشش پر پانی پڑ جاتا ہے۔ لیکن

پھر بھی عوام کی آنکھوں پر پٹی باندھنے والے متعصب صاحبان پر افسوس ہی کہ وہ بجائے اس کے کہ سوامی جی کی غلطی تسلیم کریں یہ کہہ رہے ہیں کہ لفظ بد کے نکال دینے سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مہاشے دیوان چند ہنکاری مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۴ کالم ۲ پر فرماتے ہیں۔ "…… یہاں تو سوامی شنکر آچاریہ نے لفظ نورتا و دسیہ لگاکر سوامی جی کے لفظ بد کی تائید کی ہے۔

ناظرین! ہم آپ پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ آیا اوپر کا دعوی کہاں تک درست ہی سوامی شنکر اچاریہ مہاراج کی تفسیر اس منتر پر بلا کم و کاست منڈک اپنشد مطبوعہ آنند اشرم پریس پونا در سنسکرت سریز نمبر ۹ صفحہ ۳۱ سے ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں۔ (اردو ترجمہ اور بریکٹ ہمارا ذاتی ہے)۔

وہو ہذا۔

भिद्यते हृदय ग्रन्थिश्छिद्यन्ते सर्वे संशयाः। क्षी-
-यन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन् दृष्टे परावरे"
मुं० २ खं० २ मं० ८॥

अस्य परमात्म ज्ञानस्य फलमिदमभिधीयते। भिद्यते हृदय ग्रन्थिरविद्या वासनाप्रचयो बुद्ध्याश्रयः कामः "कामा येऽस्य हृदि श्रिताः" इति श्रुत्यन्तरात्। हृदयायाति। छिद्यन्ते सर्वज्ञे-य विषयाः संशया लौकिकानामामरणात्तु गङ्गा स्रोतो वत्प्रवृत्ता विच्छेदमायान्ति। अस्य वि-
-च्छिन्न संशयस्य निवृत्ताविद्यस्य यानि

विज्ञानोत्पत्तेः प्राक्तनानि जन्मान्तरे चाप्रव-
-त्त फलानि ज्ञानोत्पत्ति सह भावीनि च
क्षीयन्ते कर्माणि। न त्वेतज्जन्मारम्भ-
-काणि प्रवृत्त फलत्वात्तस्मिन्सर्वज्ञे ऽसंसा-
-रिणि परावरे परं च कारणात्मना ऽवरं च का-
-र्यात्मना तस्मिन् परावरे साक्षादहमस्मी-
-ति दृष्टे संसार कारणोच्छेदान्मुच्यत

इत्यर्थः॥

ترجمہ — اس پرماتما کے گیان کا پھل کہتے ہین۔
क्षियन्ते (ٹوٹ جاتی ہین ہردی کی گانٹھین) یعنے اودیا (علم
الہی سے محروم ہونا۔ یا دنیاداری) کے تعلقات کو سہارہ رکھنے والی جو
بدّھی (خیالات کا دور) ہی وہ کام (خواہشات) کہلاتی ہے کیونکہ شرتی
(وید) کہتی ہی کہ جو کام یعنے خواہشات اُسکے ہردی مین ہین پس وہ کام
ہردی کے سہارہ پر ہے۔ کچھ آتما (روح) کے سہارہ نہین ہی
بھید (تفرقہ) نیست و نابود ہو جاتا ہے क्षियन्ते سب طرح کے ([illegible]
جاننے قابل باتین یا شکوک جو کہ عوام مین مرنے کے وقت تک گنگا
کے سوتے (کی دھار) کے مانند جاری رہا کرتے ہین (وہ سب) ٹوٹ
جاتی ہین جسکے شکوک رفع ہو جاتی ہین

اور جسکی اودیا رفع ہو جاتی ہی۔ اس کے وہ کرم (فعال) جو گیان (معرفت) حاصل ہونے سے قبل دوسرے جنموں مین کرچکا ہی اور جن کے پھلوں کو ابھی تک نہین بھوگا ہی (وہ سب) اور بعد گیان حاصل ہونے کے ساتھ والے افعال بھی (علاوہ) چھوٹ جاتے ہین اور ایسا ہرگز نہین ہوتا کہ اس جنم مین شروع کئے گئے ہوئے (افعال) پھل کے حاصل کرتے رہنے کے باعث اُس سروگیہ (عالم کل) سنساری دنیاوی پن سے علیحدہ پر ایر (پرہ کارن آتما اور ایرہ کاریہ آتما۔ ان دونون والا یعنے پر برہم پرماتما) کو اس طور پر دیکھ لینے سے کہ ساکشات مین ہی ہون سنسار کارن (دنیاوی تعلقات جو کہ علت ہین ان) سے چھوٹ جاوین۔

ناظرین! آپ نے منتر کی پوری تفسیر کا ترجمہ دیکھ لیا۔ اب آریہ صاحبان سے دریافت کیجئے کہ ان کے مہرشی کا لفظ "بلد" کہان چلا گیا۔

مہاشئے دیوان چند جی! آپ یہ کہکر کہ شنکر بھاشیہ سوامی دیانند کی رائے کی تائید کرتی ہی بیشک عوام کو مغالطہ دے رہے ہین جس لفظ پر آپ کا اشارہ ہے اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہین کہ جسکی اودیا رفع ہو جاتی ہی۔ اب سوال یہ ہے کہ لفظ اودیا کے کیا معنے ہین پس ہم آپ کے مہرشی مہاراج ہی کا کیا ہوا ارتھ پیش کئے دیتے ہین۔ چنانچہ سوامی جی ستیارتھ پرکاش مستند اردو صفحہ ۳۰۵ سطر ۷ پر فرماتے ہین۔

ا؎ ناظرین! اس لفظ پر کلی غور کیجئے یہ تنازعہ فیہ ہی۔ لفظ اودیا کے معنے اوپر بریکٹ مین دیکھین۔

"اودیات یعنے کرم اور اوپاسنا"

اب اوپر کے لفظ निरत्तानि चास्य (جس کی اودیا رفع ہو جاتی ہی) کے یہ معنے ہو گئے کہ جسکے کرم اور اوپاسنا (افعال اور عبادت) رفع ہو جاتے ہین۔ کہئے شرمان جی! اب آپ کا یہ دعویٰ کہ شنکر بھاشیہ وپانندی تعلیم (لفظ بد) کی تائید کرتا ہی کہان چلا گیا کیون صاحب کیا اسی بھروسے پر آپ صاحبان تمام دنیا کے مذاہب کو گمراہ ظاہر کرتے ہین؟۔ ہم آپ کو نیک نیتی سے یہ مشورہ دیتے ہین کہ آپ سنسکرت سے ناواقفون پر قدیم کتابون کی تحریرات کے غلط معنی مطلب ظاہر کر کے اپنے مذہب کی ترقی ہر گز ہر گز بھی نہین کر سکتے دوبارہ نوٹ کر لیجئے کہ सत्यमेव जयते سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے۔

تیسرا اعتراض

اس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر نارائن پرشاد صاحب نے نیوگ کے دیگر منترون کو بھی نقل کر دیا ہے مگر ان کو یہ یاد نہ رہ گیا کہ ہم نے رسالہ ترک ویدزم مین مسئلہ نیوگ پر اعتراض نہین کیا بلکہ صرف یہ دکھلایا تھا کہ اس منتر مین نیوگ کا نام ونشان بھی موجود نہین ہی مگر سوامی جی کو نیوگ اسقدر زیادہ پسند آگیا کہ وہ اس منتر کو زبردستی نیوگ کی تائید مین پیش کر رہے ہین۔ اگر بالفرض ہم لفظ श्राधान کے وہان کے وہی معنے تسلیم

گر لیوین جو پنڈت تلسی رام صاحب نے کئے ہین تو تا ہم بھی اس منتر سے نیوگ ہنہین ثابت ہوتا بلکہ اس حالت مین مخاطب علیہ یہان پر شادی شدہ خاوند مانا جا سکتا ہی۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ معزز آریہ منا ظر ماسٹر آتما رام صاحب امرتسری نے اپنی کتاب بواہ ادرش مین اس منتر سے یہ مطلب لیا ہی کہ شادی شدہ خاوند سے دس اولادین پیدا ہون۔ پس نیوگ کے شائقین کو غور کرنا چاہئے اس بارہ مین مفصل بحث ہماری کتاب آریہ سماج کی پول مین آوے گی۔

چوتھا اعتراض

اس اعتراض کا لُب لباب یہ ہی کہ منو سمرتی سے بہ حیثیت مجموعی یہ ثابت ہنہین ہو سکتا کہ ورن ذات کی فضیلت پیدائش کے لحاظ سے نفی کی جاوے یعنے منو مہاراج کا فیصلہ سوامی دیانند مہاراج سے بالکل برعکس یہ ہے کہ براہمن ماں باپ کا لڑکا براہمن اور شودر ماں باپ کا لڑکا شودر رہ سکتا ہے - اور یہی رواج علم طور پر ہندؤن مین پایا بھی جاتا ہے دیکھا ہے عقلی دلائل سے یہ رواج قوم کی تنزلی کا ہی باعث ثابت ہو، چونکہ اس اعتراض کو پورے طور پر سمجھانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ منو سمرتی کے دسوین ادھیائے شلوک نمبر ا سے ۶۵ تک ورا آگے

کے شلوکون کا ترجمہ بھی ناظرین کے روبرو پیش کر دیا جاوے۔ چنانچہ ہم کتاب آریہ سماج کی پول مین اس پر کافی بحث کر کے اس بات کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑ دیوین گے کہ چاہے وہ آریہ سماج کے موافق ڈگری دیوین یا جو مرضی ہو۔

پانچوان اعتراض

اعتراض یہ تھا کہ سوامی جی منو سمرتی ۹/۱۷۶ سے باکرہ بیوہ کی عقد ثانی ثابت کرتے ہین حالانکہ یہ منو کی منشا کے خلاف ہے اور منو کے حوالہ سے ایسا ظاہر کرنا بیشک عوام کو مغالطہ دینا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے آریہ ڈیفنڈر صاحب فرماتے ہین۔

"...... لیکن اگر اس شلوک سے باکرہ عورت کا مکرر ازدواج ثابت نہین ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر معترض نے نہین کیا ...... معترض جب تک یہ نہ بتلادے کہ آخر وہ اس شلوک سے کیا نتیجہ اخذ کرتا ہے اسوقت تک اس کا اعتراض ہوا مین دیوار بنانے کے مثل ہے"

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ جان بوجھ کر ہماری عبارت کو نظر انداز کر جائین تو کیا علاج ہے لیجئے دوبارہ سنئے کہ رسالہ ترک ویدیزم مین ہمارے حسب ذیل الفاظ درج ہین۔

"......... اس نوین ادھیاے کے ۱۵۹ وین شلوک مین منو مہاراج فرماتے ہین کہ اولادین بارہ قسمون کی ہوتی ہین اُن کے نام لکھ کر ہر ایک کی تشریح کرتے ہین چنانچہ شلوک ۱۵۹ سے لیکر شاید نمبر ۱۸۰ تک اور آگے تک) یہی مضمون چل رہا ہے .... اس بیچ کا یہ ۱۷۶ واں شلوک ہے اور اس مین واس سے اگلے شلوک مین دسوین قسم کی اولاد کا نام پونر بھو بتلایا گیا ہے اور اسکی پیدائش کس طرح ہوتی ہے اس کا بیان یہان پر ہوا ہے۔"

ناظرین! ہم نہین جانتے کہ آریہ ڈیفنڈر صاحب کی سمجھ مین اوپر کی ایسی آسان عبارت کیون نہ آئی۔ ہان تعصب نے جن کو گمراہ کر دیا ہو ان کی بات نرالی ہے۔

اے مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ پھر دوبارہ سُن لیجئے کہ منوسمرتی مین جس مقام کا یہ شلوک (متنازعہ فیہ) ہے وہان پر باکرہ عورت کے عقد ثانی کا کوئی تذکرہ موجود نہین ہے بلکہ وہان تو اوپر نیچے تک بارہ قسم کی اولادون کی کافی تشریح ہو رہی ہے۔ کیون صاحب! اولادون کے درمیان مین بیوہ کی شادی کہان جا کودی۔ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے سر لیس دھینگا دھینگی کر کے عوام کو مغالطہ دیا ہے اور اب آپ صاحبان بجاے اسکے کہ سچائی کو قبول کرتے ہوئے یہ تسلیم کر کے کہ سوامی جی سے بھول ہوئی غلطیون کو ترک کرتے اور الٹا معقول پسند محقق معترضون کے سوالات کا جواب نہ بن آنے پر یون بات بنا رہے ہین کہ "......... اس کا اعتراض ہوا ہین دیوار

بنانے کے مثل ہے۔"

مہاشے دیوان چند جی! ہم آپ کے بتلائے ہوئے "وہ گئی ہوئی اور لوٹی ہوئی" وغیرہ ارتھ کو تو پیچھے دیکھینگے اول آپ اور آپ کے لیڈر صاحبان اس سوال کا جواب معقولیت کے ساتھ دے دیوین کہ بارہ اولادون کی تشریحون کا جہان پر ذکر ہو رہا ہے وہان بیوہ کی عقد ثانی کیون کر جا گھسی اور کیا اس طرح کسی ذمہ وار قدیم کتاب کے اندراج کے معنی مطلب کو اس کے مصنف کے خلاف منشا ظاہر کرنا مغالطہ دہی نہین ہے جو کہ آپ کے مہرشی مہاراج کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔

چھٹا و ساتوان اعتراض

ان اعتراضون مین یہ دکھلایا گیا ہے کہ منو سمرتی ۹/۲۶ و ۹/۸۱ مین نیوگ کا مطلقاً ذکر نہین ہے۔ مگر سوامی جی زبردستی اُن سے نیوگ ثابت کر رہے ہین۔ اس کے جواب مین آریہ ڈیفنڈ صاحب یون فرماتے ہین۔

"منو سمرتی کی اس ادھیائے مین عموماً اور اس موقع پر خصوصاً نیوگ کا ہی بیان ہے اس لئے اس شلوک مین نیوگ لفظ ہونے کی ضرورت نہ تھی .... یہ ۷۶ و ۸۱ شلوک ہین لیکن نیوگ کا بیان اس سے بہت پہلے شلوکون مین شروع ہوا ہے۔"

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ کو ذرہ منو سمرتی کھول کر بھی

تو دیکھ لینا چاہیے تھا کہ نیوگ کا مضمون کس شلوک سے شروع ہو کر کہان پر ختم ہو جاتا ہے۔ خیر اب سہی آپ نوٹ کر لیوین کہ منو سمرتی نوین ادھیا کے ستروین شلوک تک نیوگ کا مضمون ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے ادھیا کے خاتمہ تک بھی کہین کوئی ذکر متعلقہ نیوگ موجود نہین ہی۔ پس سوامی جی نے ۷۶ وین اور ۸۱ وین شلوکون سے نیوگ ظاہر کیا ہے یہ ان کی سراسر زیادتی نہین تو اور کیا ہے۔

ناظرین! ہم آریون کو چیلنج کرتے ہین کہ وہ منو ۹/۷۶ و ۹/۸۱ سے نیوگ ثابت کرین۔ اصل مین نیوگ کا تذکرہ تو ۷۰ وین شلوک تک ختم ہو چکا تھا۔ بعدہ یہ ذکر آیا کہ لڑکی کا باپ اُسے ایک کے حوالہ کرکے دوسرے کو نہ دیوے اور پھر منو مہاراج کی ایک طرفہ ڈگری کا اظہار شروع ہو جاتا ہی یعنے وہ عورتون پر اسقدر زیادہ ظلم روا رکھتے ہین کہ اُن مین ذرہ سا نقص ہونے پر بھی طلاق (تیاگ) دیئے جانے کا حکم دے رہے ہین مگر مردون کو کسی شرط پر بھی یہ اختیار نہین دیا کہ وہ اپنے خاوند کو ترک کرین یا اور ایسی کوئی بات کرین۔

چنانچہ اس درمیان کے دو شلوکون ۷۶ و ۸۱ سے سوامی جی نے نیوگ ظاہر کیا ہے۔ جو کہ سراسر منو کی منشاء کے خلاف ہی۔

آٹھوان اعتراض

ہم آٹھوان اعتراض پورا نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہین جو کہ حسب ذیل ہے۔

"ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیے کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرے اور اولاد پیدا کر کے اُس بیاہتے خاوند کی وارث اولاد کرے (از اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۱) (سوال) سوامی جی نے عورتون پر احسان تو بڑا بھاری کیا جس کے لئے انکو ہزار دل سے مشکور ہونا لازم ہے لیکن جس طرح ویدون مین ریل تار وغیرہ مل گئے اسی طرح اس اصول کے موافق کوئی وید منتر بھی کیون نہ دھر گھسیٹا۔ افسوس کہ تمام منوسمرتی شروع سے آخر تک مین نے چھان ماری مگر سوامی جی کی اس آزادی کے ثبوت مین ایک آدھا یا چوتھائی شلوک بھی نہ ملا۔ مین آریہ صاحبان کو چیلنج کرتا ہون کہ وہ منوسمرتی سے سوامی جی کی اس عبارت کی پُشٹی (تائید) مین کوئی پرمان (حوالہ) تلاش کر کے بتلادین ورنہ اسکو سوامی جی کی شخصی رائے (ویدک اصول کے خلاف) سمجھ کر ستیارتھ پرکاش کے اندر سے نکال دیوین۔

ناظرین! اس اعتراض کا جو جواب دیا گیا ہے وہ بھی ہم پورا نقل کئے دیتے ہین پھر یہ فیصلہ کرنا آپکا کام ہوگا کہ آیا اعتراض کا کہان تک معقولیت سے جواب دیا گیا ہے بریکیٹ ہمارے ہین۔ وہو ہذا۔

جواب۔ منوجی نے ۸۱ وین شلوک مین بیان کیا ہے کہ اپریہ بولنے والی ہو تو اسی وقت دوسری ستری کر لیوے (یعنے سخت کلام بیوی کو طلاق دے دیوے) سوامی جی نے اس بنیاد پر کہ جب عورتون

کے اپر یہ بعد لنے والی ہونے کی حالت ہین مردون کو اختیار دیا ہے
کہ وہ ان کو چھوڑ کر دوسری ستری سے نیوگ کر سکتے ہین۔
(ناظرین! ذرہ نیوگ کے ایسے زبردست اشتیاق پر غور فرماوین۔
منو مہاراج تو ایسی عورتون کو چھوڑنے پر دوسری شادی کرنے کو
لکھتے ہین مگر آریون کو نیوگ ہی سوجھتا ہے۔ ٹھیک ہے بلّی کو خواب
میں بھی چھیچھڑے ہی نظر آتے ہین۔) عورتون کے لئے بھی لکھا ہے کہ اگر
مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو اسکو چھوڑ کر دوسرے مردون سے
نیوگ کرے (ناظرین غور کرین کہ پھر کیا ہماری بات سچ نہین ہے کہ
یہ سوامی جی کی شخصی رائے ہے جو کہ ویدون اور منو کی منشا کے خلاف ہے)
کاتیائین سمرتی کار رشی نے لکھا ہے کہ वरो जघन्य जातिः
اگر خاوند غیر ذات کا ہو نیت زنتنزل یافتہ ہو نامرد ہو بُرے اعمال والا ہو
{اس مین تکلیف دینا شامل ہے} اپنے گوتر کا ہو غلام ہو مہاروگی ہو
تو بواہ کی ہوئی کو بھی معہ زیورات پوشاک وغیرہ کے دوسرے خاوند کو
دیوے (ناظرین{ } ایسے بریکیٹ پر غور کرین۔ حالانکہ منو کو بالائے
طلاق رکھ کر کاتیائن کا سہارہ لیا گیا لیکن وہان بھی مراد حاصل نہ
ہوئی۔ اے مسٹر نارائن پرشاد صاحب! اس مین بھی تکلیف دینا
شامل نہین ہے۔ آپ کے بریکیٹ کو ہم صرف آپ کی
شخصی رائے تصور کر سکتے ہین۔ معترض کو اس سے معلوم ہوگا کہ سوامی
جی کی رائے انصاف اور نیز پورانی سمرتی کارون کی رائے کے مطابق

ہی انکی شخصی رائے نہین ہے۔اب بھی ہم یہی کہینگے کہ قدیم کتابون کا نام لیکر سوامی جی اور اُن کے چیلے صاحبان عوام پر اپنی شخصی رائے ظاہر کر رہے ہین۔

ناظرین! ہمین تو اس اعتراض کا خاک بھی جواب نہ ملا۔ ہم نہین جانتے کہ کیا معقولیت اسی کا نام ہوا کرتا ہے۔ ہم اور زیادہ نہ لکھ کر آپ ہی پر اسکا فیصلہ چھوڑتے ہین کہ آیا اعتراض کا کہان تک جواب ملا ہے۔

مسٹر نارائین پرشاد صاحب! آپ نے منو کو چھوڑ کر کاتیائن کا بھی سہارہ لیا جیسے آپ کے مہرشی نے زہر آلودہ غذا کی مانند ترک کر دینے کے ہدایت کی ہی لیکن افسوس کہ پھر بھی آپ کو کامیابی نہ ہوئی۔ بلے صاحب! کیون نہین صاف طور پر اقرار کر لیتے کہ ہان یہ سوامی جی کی شخصی اور ذاتی رائے ہے جسکا ان کی ہی تسلیم کردہ کتب مین کہین شان و گمان بھی نہین ہے۔ ہان آپ کا یہ قول صحیح ہے کہ مردون کے برابر حقوق عورتون کو بھی دیا جانا انصاف اور پورا انصاف کا اظہار ہے پس ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہین کہ آپ صاحبان اور سوامی جی اس بارہ مین انصاف کرنا چاہتے ہین اور ویسا ظلم بیچاری لاوارث عورتون پر نہین کرنا چاہتے جیسا کہ آپ کے بزرگان نے کیا ہے لیکن جناب عالی! سوال زیر بحث تو یہ ہے کہ آیا سوامی جی کی بابت (یا آریہ سماج کی تعلیم خود ان کے تسلیم کردہ کتب کے اندراج سے ٹکر بھی کھاتی ہے یا کہ صرف زبانی جمع خرچ ہی ہے۔

ناظرین! اگر ہم منو مہاراج کا عورتون پر ظلم پورا پورا نقل کر دیوین تو آپ اسی سنکر دنگ رہ جاوینگے۔ خیر لیجئے ہم چند امور سنائے دیتے ہین:-

(ذیل مین منو کے حوالہ جات کا وہی ترجمہ درج کیا جائیگا جو پنڈت تلسی رام صاحب نے کیا ہے اور صرف ان شلوکون کو ہی پیش کیا جائیگا جنکو انہون نے ناجائز نہین قرار دیا)

منو ۹/۷۷۔ دویش (دشمنی یا بغض) رکھنے والی کی ایک سال تک انتظاری کرے بعدہ اس کے **زیورات وغیرہ چھین لیوے** اور اس کے ہمراہ نہ رہے

منو ۹/۷۸ جو عورت نشہباز متوالہ یا مریض خاوند کی حکم عدولی کرے وہ زیورات و پوشاک اوتار کر تین ماہ تک تیاگ (طلاق) دیئے جانے کے لائق ہے۔

منو ۹/۸۳ ایک بیوی کی موجودگی مین جو شخص دوسری شادی کر لیوے اور اگر دوسری عورت کے آنے پر وہ اول بیوی روٹھی ہوئی گھر سے نکل جاوے تو اُسے اُسی وقت روک کر رکھنی چاہیئے یا ماں باپ کے گھر پہونچا دینا چاہیئے

(شاباش! اب آریون کا عورتون کی آزادی کہان گئی۔ اس ظلم کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ اگر وہ بیچاری سوت کو نہ دیکھ سکے تو اُسے زبردستی قید کر رکھو)

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ کو اور آپ کے جملہ سماجی بھایون کو ہم چیلنج کرتے ہین کہ ان شلوکون کے مقابلہ مین صرف ایک ہی شلوک خاص منو سمرتی سے نکال کر پیش کرین جس مین سوامی جی کی مذکورہ بالا انصاف اور

رحم کا اشارہ ہو۔

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ عورت کا مرد کو ترک کرنے کی اجازت منوسمرتی بھر مین نہ ملے گی اور آریون کا یہ کہنا کہ مسلمانون مین چار شادی کرنے وغیرہ کے باعث عورتون پر زیادتی ہوتی ہے اُن کے قدیم بزرگون کے ظالمانہ کارروائیون سے ہر حالت مین کم ثابت ہوگا۔

نوان اعتراض

ناظرین! نوین اعتراض کا جواب آریہ ڈیفنڈر صاحب سے جب نہ بن سکا تو وہ باتین بنانے لگے چنانچہ آپ کو معلوم ہو کہ اصلی اعتراض کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا اور ایک ایسی بات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی جو دراصل اعتراض نہیں ہے بلکہ سلسلہ گفتگو مین بطور جملہ معترضہ آگیا ہے۔ یعنے اعتراض درج کرنے سے قبل ہم نے یہ لکھا تھا کہ سوامی جی نے منو ۱۱ کے پتہ سے جو شلوک لکھا ہے وہ منوسمرتی مین موجود نہین ہے پس آریون کو لازم ہے کہ منوسمرتی گیارہوین ادھیا کا چھٹا شلوک کتاب منوسمرتی سے بلاکم و کاست ستیارتھ پرکاش مین نقل کر لیوین اور اسقدر کرنے سے کوئی اصولی فرق نہوگا یعنے منو ۱۱-۶ لکھ کر دوسرا شلوک جو تمام منوسمرتی مین موجود نہین ہے پیش کرنا تو بے ایمانی ہی مگر دراصل منو ۱۱-۶ کی جو عبارت ہے اسکو بجنسہ نقل کر لینا بہت ضروری ہے اور

محض اسقدر کرنے سے آریہ سماج کے اصولون مین کوئی فرق نہوگا یعنے اگر سوامی جی کے نج الفاظ مین ردوبدل نہ کر کے صرف شلوک منو ۱۱ کو نقل کر دیا جاوے تو اصولی فرق نہوگا۔ پھر چاہے ہمارا یہ نوان اعتراض ہر ایک سنسکرت دان آریہ سماجی کے دماغ مین فوراً پیدا ہو جایا کرے یہ دوسری بات ہے) لیکن ہمارے اس جملہ معترضہ کو ہی اصل اعتراض فرض کر لیا گیا مگر افسوس کہ اس کا بھی تو کوئی ایسا جواب نہ دیا گیا جسے معقول پسند صاحبان تسلیم کرنے کے لئے تیار ہون۔ ہم ناظرین کی واقفیت کے لئے وہ جواب ذیل مین نقل کئے دیتے ہین (بریکیٹ ہمارے ہین) وہو ہذا۔

"معترض نے خود سمجھ لیا ہے کہ سوامی جی نے اُسی اصول کی تلقین کی ہے جو فی الواقع منوسمرتی مین ہے اس لئے اعتراض قائم نہین رہتا (ڈوبتے کو تنکے کا سہارہ مل جانے کے مانند آریہ ڈیفنڈر صاحب کو اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے یہ بھانہ مل گیا۔ ناظرین ہمارا اعتراض آگے دیکھین گے) صرف لفظی نکتہ چینی باقی رہ جاتی ہے جسکی نسبت ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ سوامی جی نے اپنے حافظے کی مدد سے منوسمرتی کے شلوک کو درج کیا ہے (تو اب حقیقت حال سے واقف ہو جانے پر بھی مناسب درستگی نہین کر دی جاتی یہی تو بڑا تعجب ہے) جس سے اس عبارت مین جو ستیارتھ پرکاش مین لکھی ہے اور اصل شلوک کی عبارت سے پاٹھ بھید (پڑھنے مین فرق) ہو گیا ہے لیکن پھر بھی لفظ بہت درجہ تک ملتے ہوئے ہین (جناب عالی! ہر گز بھی الفاظ ملتے ہوئے نہین ہین) دونون عبارتون کو ہم درج ذیل کرتے ہین"

ہم ان دونون عبارتون کا لفظی ترجمہ بھی شامل کرتے ہین تاکہ ہمارے رو و دان ناظرین خودہی اس دعوے کی حقیقت کو تاڑلیوین کہ الفاظ بہت درجہ تک کہان تک ملتے ہوئے ہین۔)

(۱) ستیارتھ پرکاش کی عبارت

विविधानि च रत्नानि विविक्तेषूपपादयेत्

(۲) منوسمرتی کا شلوک۔

धनानि तु यथा शक्ति विप्रेषु प्रतिपादयेत् ।
वेदवित्सु विविक्तेषु प्रेत्य स्वर्गं समश्नुते ॥ म० ११/६

(اول کا لفظی ترجمہ) "طرح طرح کے رتن یعنے جواہرات وغیرہ وکت یعنے تارک الدنیا لوگون کو دیوے"

(دوسرے کا ارتھ از پنڈت تلسی رام صاحب) "حسب مقدور وید کے جاننے والے نہ سنگ یعنے بے تعلق براہمنون کو دھن دولت دیوے اس سے پرلوک مین یعنے مرنے کے بعد سورگ یعنے بہشت کو پاتا ہے"۔

ناظرین! آپکو معلوم ہو کہ منو کی منشا حسب قول پنڈت تلسی رام صاحب یہی کہ جو کچھ دھن دولت مال اسباب خیرات کرنا ہو وہ براہمنون کو دیا جاوے چنانچہ یہی عام رواج اہل ہنود مین پایا جاتا ہے لیکن سوامی جی کھینچ تان کر کے اسی حوالہ کے الفاظ بھی تبدیل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ منو مہاراج نے سنیاسیون یعنے تارک الدنیا لوگون کو خیرات دینا جائز مانا ہے۔

ناظرین غور کرین کہ چونکہ سوامی جی خود سنیاسی تھے مگر تصانیف طابع

کرانے کے لئے ان کو روپیہ کی ضرورت ہوئی جو کہ ایک مستثنیٰ حالت تھی یعنے
ہر ایک سنیاسی کو ایسی ضرویات نہین ہوتین پس انھون نے بجائے اِس کے
کہ یہ فرماتے کہ نہین ذاتی طور پر ایسی ضرورت ہی اور جو کوئی وید بھاشیہ وغیرہ کو شایع
کرانے مین مدد دیویگا وہ سورگ کو جاویگا اپنی شخصی رائے کو منو مہاراج کے گلے مڑہتے
ہوئے تمام خود غرض سنیاسیون کو لالچی بنا دیا۔

مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ سوامی جی نے جسقدر عبارت ستیارتھ
پرکاش مین درج کی ہی اُس کے آخری الفاظ منو سمرتی کے شلوک مین موجود
ہین (اجی حضرت! لفظ ब्राह्मण براہمن کو نکال ڈالنے سے سوامی جی کی من
مانی گھڑنت زور پکڑ گئی ہے۔ یہی تو چالاکون کی چالاکیان ہین۔ جاہلون کو
تو سب ہی بیوقوف بنایا کرتے ہین مگر عالم فاضلون کو بیوقوف بنانا آریون کے
گرو مہاراج ہی کو آتا تھا) صرف فرق یہ ہوا ہی کہ اصل شلوک مین धनानि
(= دولت) لفظ ہی لیکن سوامی جی نے اُس مطلب کو ظاہر کرنے والے ہین
विविधानि रत्नानि (= طرح طرح کے جواہرات) الفاظ تحریر کر دیے ہین
جو کہ حافظہ کی غلطی سے ممکن ہی (اور یہ تو فرمائیے کہ کسقدر الفاظ کو سوامی جی نے
فضول سمجھ کر نکال ڈالا ہے چنانچہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو بیچارے خانہ دار براہمنون
کا لقمہ چھین کر ان لوگون کے حوالہ نہ کر سکتے جو خود تارک الدنیا بن کر تمام دین
دولت اور بادشاہت پر لات مار چکے ہین۔)

ستیارتھ پرکاش کی عبارت مین کمی و بیشی کرنے کا اختیار اسکے مصنف
کے سوا اور کسی کو نہین ہو سکتا۔ (اجی جناب اگر معقولیت آپ لوگون مین

ہوتی تو ستیارتھ پرکاش مین فٹ نوٹ دیئے جاکر ایسی نظر بیان ور کیجاتین یا اسکے
ساتھ چند مضمون کی تشریح شامل کیجاتی - مگر یہ سب تو جب ہوتا کہ آریہ صاحبان کو سچائی
کا قبول کرنا منظور ہوتا) اس لئیے معترض کی صلاح شکریہ کیساتھ نامنظور کرنے
کے قابل ہی (بہتر ہے آریہ سماج کے لیڈر ان کو ان کی دہینگا دہینگی مبارک
رہے اور ہم جیسے معقول پسند سوچنے سمجھنے والے نیک نیت بھلے شے گن
اسے دور ہی سے نمستے کرلیا کرین)

ناظرین! اب ہم آپ پر یہ نوان اعتراض (جسکا جواب دیا ہی نہین گیا)
ظاہر کرنے کے لئے رسالہ ترک ویدنرمار دوم کے صفحہ ۱۹ سطر ۱۴ سے ذیل مین
نقل کئے دیتے ہین -

"آمدم بر سر مطلب" (یہ فقرہ بذات خود ظاہر
کر رہا ہے کہ اس سے قبل کی عبارت ہرگز ہرگز بھی اصلی اعتراض نہین ہے") سوال
میرا یہ ہی کہ سوامی جی کی جو یہ رائے ہی کہ سنیاسی تارک الدنیا لوگون کو بھی برہمنون
کی مانند دان دیا جایا کرے اس کا پرمان ویدون یا منوسمرتی (یا دونون) مین سے
نکال کر بتلانا چاہئیے منو ۱۱ - ۱ شلوک جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ تو دعوے کے
خلاف ثبوت ہے - دوم یہ کہ جو شخص سنیاسی (تارک الدنیا) ہوتا ہی وہ پھر روپیہ
پیسہ سونا چاندی وغیرہ خیرات لے کر صندوق قفل مکان چوکیدار وغیرہ وغیرہ
تمام دنیاوی جھنجھٹون کی فکر مین اگر پڑنا چاہتا تو اپنے گھر کی دولت و مال جایداد
یار اہل پاٹ کو کیون ترک کرتا - نہ کوئی تاریخی ثبوت ہے کہ سنیاسیون کو کھانے بھر کا
غلہ اور پہننے بھر کا کپڑا دئے بلاتے کے سوا اور کسی قسم کا دان (خیرات) دیا جاتا

تھا اور نہ کوئی حوالہ کسی معتبر کتاب (منو سمرتی وغیرہ) کا اس بارہ مین پایا جاتا ہی

مگر تاہم شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے آج کل کے اپنے سنیاسی بھائیون کیساتھ جو ہمدردی اس رائے کے ظاہر کرنے مین کی ہی اس کے لئے انکو سوامی جی کا تہ دل سے شکر گزار ہونا چاہئے۔

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! کہئے آپ نے اوپر کے نہایت معقول اعتراض کو کیون نظر انداز کر دیا۔ آپ کو دوبارہ نوٹ کر لینا چاہئے کہ جب تک آپ یہ نہ اعلان کر دوین کہ یہ سوامی دیانند مہاراج کی شخصی رائے تھی جس کے لئے وہ خود ذمہ وار تھے اور ہم لوگ (ممبران آریہ سماج) اسے ویدون کا اصول نہین مانتے۔ کیونکہ یہ قدیم کتابون کی تحریرات سے خلاف ہی۔ تب تک ہم آپ کا پیچھا نہین چھوڑین گے۔

دسوان اعتراض

ناظرین! دسوین اعتراض کو تو بالکل ہی چھوڑ دیا گیا اسلئے ہم اُسے پورے کا پورا نقل کئے دیتے ہین تاکہ آپ پر یہ واضح ہو جاوے کہ یہ اعتراض کیسا معقول ہی جسکا جواب آریون کے پاس ہرگز ہرگز موجود نہین ہی۔

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! اگر آپ نے اس خیال سے اس اعتراض پر خاموشی اختیار کر لی ہو کہ شاید آپ بھی ہماری رائے سے متفق ہون کہ یہ سوامی جی کی سراسر دھینگا دھینگی ہے تو آپ کو لازم ہے کہ میدان

سے منہ نہ پھیریئے۔ ہان صاف الفاظ مین اعلان کر دیجئے کہ "واقعی مین سوامی دیانند مہاراج سے بھول ہوگئی" یا کم از کم یہ کہ "ہم لوگ سوامی جی کی اس بات کو اسلئے ویدک اصولوں کے موافق نہیں تسلیم کرتے کہ نہ تو ایسی نظیرین قدیم آریون مین پائی جاتی ہین اور نہ مقدس کتابون مین ایسے تذکرے ملتے ہین"۔ لیکن اگر ایسا اعلان آپ کرنے کے لئے تیار نہیں ہین تو عوام پر اپنی خاموشی کی وجہ ضرور ظاہر فرما دیجئے۔

ناظرین وہ دسوان اعتراض حسب ذیل ہے۔ وھو ہذا

"(اقتباس از ستیارتھ پرکاش) سوال۔ اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو اور وہ دوسرے ورن مین داخل ہو جائے تو اُس کے مان باپ کی خدمت کون کریگا اور قطع نسل بھی ہو جائیگی اس کا کیا انتظام ہونا چاہیے۔ جواب نہ کسی کی خدمت مین ہارج اور نہ قطع نسل ہوگی کیونکہ ان کو بھی لڑکے لڑکیون کے بدلے اپنے ورن کے لائق دوسری اولاد ودیا سبھا (علمی انجمن) و راج سبھا (شاہی انجمن) کے انتظام سے ملیگی اس لئے کچھ بدانتظامی نہ ہوگی"۔

اعتراض۔ اب اس پر میرا اعتراض یہ ہے کہ نہ تو سوامی جی نے اس انوکھی ہدایت کو ویدک اصول کے موافق ہونا ثابت کرنے کے لئے کوئی وید منتر اس مطلب کا پیش کیا اور نہ منوسمرتی کا ہی حوالہ دیا نہ کسی مستند کتاب کا کوئی پرمان دیا۔ نہ پرانی کتابون سے اس قسم کی کوئی مثال بتلائی کہ زمانہ سابق مین ایسا ہوتا تھا پس سمجھ مین نہیں آتا کہ کیا سوامی جی کے فرمانے سے ہی انکی بات کو بلا کسی حوالہ وغیرہ کے صحیح مان لیا جاوے۔

واضح ہو کہ سوامی جی کا ورن بیوستھا قومیت کا فیصلہ عالم آریہ صاحبان نے بھی شاید نہ سمجھا ہوگا یعنے یہ کہ سب ورنون کے لڑکے ۸ سال کی عمر سے ۲۴ سال کی عمر تک مکان سے باہر گروکلون مین پڑہا کرین اور جب چوبیسوین سال کے امتحان مین کوئی براہمن کا لڑکا جاہل ثابت ہوکر شودر قرار پاجاوے تو وہ اپنے والدین کے یہان واپس نہ بھیجا جائے بلکہ کسی شودر والدین کے سپرد کیا جاوے اور اس شودر کا لڑکا جو کہ عالم و فاضل بن کر براہمن ثابت ہوگیا ہو وہ اس براہمن لڑکے کے عوض مین اس کے والدین کی خدمت مین حاضر ہوا کرے۔ اسی طرح دیگر ورنون کشتریہ ویشیہ وغیرہ مین بھی تبادلہ ہوا کرے۔

ناظرین! ذرا غور کیجئے کہ کیا یہ طریق عمل قانون قدرت کے ہی بالکل خلاف نہین ہے کہ کسی مان کا بچہ اس کی گود سے نکالا جائے اور دوسرے کی مان کو دیدیا جاوے وغیرہ۔"

ناظرین! یہ تھا دسوان اعتراض۔ اب آپ کا کام ہے کہ اس کا جواب مسٹر نارائن پرشاد صاحب سے مانگئے۔

دس اعتراضات کے جوابون کی پڑتال تو ختم ہوئی۔ اب ذرہ ناظرین آریون کی تہذیب اور شائستگی کا بھی نمونہ ملاحظہ فرماوین۔

آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب یون فرماتے ہین۔ "...... بلکہ ان کے ذریعہ سے بابو جگدمبا پرشاد صاحب نے پنڈت جوالا پرشاد وغیرہ سناتنی پنڈتون کے **فضلہ خوری** کا اظہار کیا ہے"

ناظرین! اس بلکیر شدہ لفظ کے معنی مطلب پر غور کیجئے گا۔ کیا اس لفظ

کے استعمال کئے بغیر کام نہیں چل سکتا تھا۔ کیا دوسرون کو راہ بتانیوالون کی
شائستگی اور شیرین کلامی کا ایسا ہی نمونہ ہوا کرتا ہے۔

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ کو یاد رہے کہ آپ کی مانند ہم بھی ایسے بیہودہ بیدھی دجگر خراش) الفاظ آپ کی نسبت یا دیگر آریہ مہاشیون کے بارہ مین استعمال کر سکتے ہین لیکن ہم ایسا کرنا نادانی خیال کرتے ہین۔ ہم آپ کے مہرشی مہاراج کی اس ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش صدق دل سے کر رہے ہین کہ اہنسا پرمو دہرمہ (جی ہان! آپ تعجب نہ کرین کہ مین مسلمان رہ کر اس اصول پر بیشک کافی طور پر عامل رہ سکتا ہون) اور ہم آپ کو و آپ کے ساتھیون کو بھی یہی نیک صلاح دیتے ہین کہ اہنسا دہرم (دوسرون کا دل دُکھانا) پر عامل رہنے سے نہ صرف آپ اپنے مہرشی مہاراج کے احکام کی پابندی کرنے والے سمجھے جائینگے بلکہ آپ کا خالق پرورش کنندہ پر برہم پرماتما بھی آپ کے ایسے افعال سے خوش ہوگا لیکن پھر بھی اگر آپ کو ایسے نیک مشورے پسند نہ ہون تو شریمان مہاشئے! آپ کے ایسے طریق عمل آپ ہی صاحبان کو مبارک رہین اور پرمیشور نہ کرے کہ دُنیا کی دیگر اقوام آپ سے ایسے سبق حاصل کر کے گمراہ ہون۔

آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب نے جو کچھ لکھا ہی اس کا لُب لباب یہ ہی کہ "ہم نے سناتنی پنڈتون کی نقل کی ہی۔ مگر آریہ سماج اور سناتن دہرم سبھا دونون کی الہامی کتاب ایک ہی ہی۔

اس کا جواب یہ ہی کہ سناتن دہرم کی تو سب باتین آریہ سماج نے رد

کردین (اور زیادہ تر مسلمان عیسائیون کے نقش قدم پر چلنا چاہا) اور ظاہر کیا کہ ہماری ہی من مانی تعلیم ویدون کا لب لباب ہے چنانچہ خاکسار نے اس بات کو معلوم کرنے پر کہ دراصل ویدون و دیگر سوامی جی کی تسلیم کردہ کتب کی تعلیم سے ان کی باتین سراسر خلاف ہین آریہ سماج کو ترک کردیا اس مذہب کا اعتبار ہی کس بنیاد پر کیا جاوے کہ جو اپنی تعلیم خود تسلیم کردہ پاک کتابون کے موافق نہ ثابت کر سکے ۔ اور جو کہ رسالہ ترک ویدیزم مین وانس اعتراضات پیش کئے گئے یا کتاب آریہ سماج کی پول مین ایسے سیکڑون اعتراضات معہ کافی بحث شایع ہو رہے ہین ان سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ چونکہ آریہ سماج نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ آوازہ دے رکھا ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب گمراہ ہین اور صرف دیانندی تعلیم صحیح ہے ۔ پس ہم عوام پر یہ روشن کردینا چاہتے ہین کہ دیانندی تعلیم کی دراصل حقیقت کیا ہے اور یہ ستیارتھ پرکاش کی جن من مانی گھڑنت پر آریہ صاحبان کو بڑا ناز ہے وہ نہ تو منو سمرتی کے موافق ہین اور نہ اپنشدون یا دیگر ان کتب کے موافق ہین جن کو خود سوامی دیانند مہاراج نے مستند تسلیم کرلیا ہی ۔

ناظرین ! آپ پر واضح ہو کہ مسلمانون عیسائیون کو بوجہ نا واقفیت علم سنسکرت یہ پتہ نہین مل سکتا ہو کہ سوامی جی کی باتین کسقدر خود ان کے تسلیم کردہ کتب سے خلاف ہین پس وہ اکثر آریون کیساتھ عقلی دلایل سے ہی بحث مباحثہ کیا کرتے ہین (جنکو آریہ مہاشے گون اُن کے ان کی پاک کتابون کے نقلی حوالہ جات سے لاجواب کیا کرتے ہین) حالانکہ سناتنی صاحبان ان کے

مہرشی کی کلئی پول کھولا کرتے ہین - چنانچہ اب ہماری کتاب آریہ سماج کی پول کی مدد سے اُن (عیسایون مسلمانون) کو یہ موقع مل جائیگا کہ آریہ سماج کی گمراہ کرنے والی تعلیم کا خود اس کے منظور کردہ کتب کے نقلی حوالہ جات سے خاکہ اڑاوین -

ہان! ہم آریہ ڈلفینڈ رصاحب کو بھی ہوشیار کئے دیتے ہین کہ وہ اگر درحقیقت یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ سچائی دیوی سب جگہ سے روٹھ کر انہین کے پنجرہ مین جا بیٹھی ہے تو شائستگی کیساتھ معقولیت سے اعتراضات کی تردید کرین اور پھر پبلک خود ہی سمجھ لیویگی کہ حقیقت کیا ہے -

آگے کی عبارت کا لب لباب یہ ہے کہ چونکہ ہم نے ویدون پر کوئی اعتراض نہین کیا لہذا ثابت ہوا کہ ہمارا مذہب تبدیل کرنا کوئی تہ رکھتا ہے -

اور وہ تہ کیا ہے اسکی کھوج آریہ ڈلفینڈر صاحب نے کرنا چاہا ہے -

ناظرین! جبکہ آریہ سماج یہ سکھلاتی ہے کہ سناتنی ہندؤن نے ویدون کے صحیح معنے مطلب سمجھنے مین غلطی کھائی ہے بلکہ صحیح مطلب وہی ہے جو سوامی دیانند نے ظاہر کیا ہے پس ہم سناتنی صاحبان کی جملہ باتون کو ردی سمجھ کر تو آریہ سماج مین داخل ہوئے مگر اسقدر عرصہ کی تحقیقات اور تجربہ جات سے ہمین کافی وجہات کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ سوامی دیانند مہاراج کے قائم کردہ ڈھول مین بالکل پول ہی پول ہے پس اسے ترک کرتے ہوئے ہم اپنے اُن بھائیون کو حقیقت حال سے واقف کر دینا چاہتے ہین جو (خاصکر عیسائی مسلمان صاحبان) یہ سمجھ کر کہ آریہ سماج کی تعلیم سائنس و دیگر علوم کے ہی موافق ہے اس کے جال مین پھنس جاتے ہین -

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! آپ اگر سچ مچ آریہ سماج کے ڈیفنڈ کرنیوالے ہین تو اس فکر کو چھوڑ کر کہ خاکسار نے ویدوں پر کوئی اعتراض نہین کیا (جو کہ اسوقت کیا جائیگا جب ہمین زبان عربی حاصل ہوگا کیونکہ تب ایک کتاب موسومہ وید اور قرآن کا مقابلہ شایع کی جائیگی جس کے لئے مصالح جمع کیا جارہا ہی صرف پیش کردہ اعتراضات کی کافی طور پر چھان بین کیجئے۔ ہمین افسوس ہی کہ کتاب آریہ سماج کی پول مین مندرج اعتراضات کی تردید کیا خاک کرین گے جبکہ ہمارے اُن دس اعتراضات مذکورہ بالا کی بھی تردید نہ ہوسکی اور اس بابت کا فیصلہ کہ آپ کے جوابات کہان تک اعتراضات کو رد کرتے ہین ہم اُن منصف مزاج غیر متعصب صاحبان پر چھوڑتے ہین جو اپنے تئین ایک تیسری پارٹی تصور کرکے ہمارا رسالہ تردید ویدیزم آپ کا رسالہ تکذیب ترک ویدیزم اور یہ رسالہ ترک ویدیزم حصہ دوم بغور ملاحظہ فرماوین (واگر آپ اس کا کوئی جواب شایع کرین تو وہ بھی ملاحظہ کرلیوین۔ علی ہذا القیاس)۔

آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب نے لکھا ہے کہ بیتل ہزار کی ملکیت کو جس پر ان کا قبضہ تھا چھوڑ کر وہ .... ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ لکیر شدہ فقرہ ہمارے رسالہ ترک ویدیزم مین نہین پایا جاسکتا۔ آریہ ڈیفنڈر صاحب سے پڑھنے مین غلطی ہوئی ہی دوبارہ بغور ملاحظہ فرماوین۔

آگے کی عبارت کا لب لباب یہ ہے کہ "بابو جگدمبا پرشاد کی نوکری چھوٹ گئی تھی وہ تنگ حال تھے رہبر اخبار مرادآباد و آریہ گزٹ لاہور کے مینجر کے پاس ملازمت کی درخواست کی مگر وہ کامیاب نہ ہوے تب وہ مسلمان ہوگئے

ناظرین کو معلوم ہو کہ مین ملک برہما مین آریہ سماج کا اپدیشک بنگر گیا
تھا مگر خیالات تبدیل ہو جانے پر اس کام سے استعفا دیدیا اور وہان ہی
محکمہ سروے آف انڈیا بمقام مانڈلا مین مبلغ للعہ ماہواری پر کلرک کی جگہ حاصل
کرلیا مگر جناب والد صاحب کے انتقال کے باعث رخصت لیکر واپس آیا اور بعد
فراغت کارہائے خانگی چونکہ ملک برہما کو واپس جانے کا ارادہ نہ تھا اسوجہ سے
اخبارات مین اشتہار دیکھ ملازمتون کی درخواست کرتا رہا مگر دراصل مین بیکار
نہ تھا اور مانڈلا پر برہما کے آریہ دوست صاحبان نے نہ صرف مجھے وہان واپس
جانیکے لئے اصرار ہی کیا تھا بلکہ مہاشے ایشور داس صاحب سوداگر
و ممبر آریہ سماج مانڈلا نے بہت زور دیکر یہ کہہ دیا تھا کہ ہم ہر طرح کی ہمدردی
و مدد کرنے کو تیار رہین آپ بہت جلد واپس آئےگا وغیرہ) اور کانپور سے مین
بمبئی کو ایک ملازمت پر جانے کو تیار تھا کہ آریہ سماج کے ایک اُپدیشک مہاشے
سورج پرشاد صاحب نے مجھے روک لیا اور آرین کامون مین وقت صرف
کرنے کی سفارش کی اور چونکہ ہم آریہ سماج کے ایسے کامون کو کرنا پسند کرتے
تھے جو قومی انسٹی ٹیوشنون کے لئے مفید ہون (جن مین ایسے لوگ بھی
کام کررہے ہین جو آریہ سماج کے موافق خیالات نہین رکھتے) پس اُن
کیساتھ فرخ آباد کو گئے جہان ہر ایک آریہ سماج کے آنریری اُپدیشک سوامی
ستیہ نند جی ملے جن سے ہم نے آریہ سماج کے اصولون پر شنکا سمادہان
کرنا شروع کیا اور اُنھون نے کچھ پُرزور الفاظ مین یہ ظاہر کیا کہ سناتنی
دھرم سے عیسائی مسلمان کا دھرم ہزار درجہ اچھا ہے بعدہ ہم سکندر آباد

دیلبند شہر) کے گورو کل کو چلے گئے جہان پر بھی کسی طرح کی پول معلوم ہوئی آخر
کار دہلی مین آکر جمنا ہل سبزی منڈی مین ملازم ہو گئے (انہین دنون خوش قسمتی
سے ہمین یہ موقع ملگیا کہ انجمن اشاعت الاسلام دہلی کے سکریٹری اور ایک
ذی علم مولوی جناب مولانا محمد عبد المجید صاحب مالک مطبع انصاری سے اسلامی
اصولون پر شنکا سمادہان کر سکا اور بعد کافی تحقیقات مین نے جناب موصوف
سے درخواست کی کہ وہ مجھے اسلام مین داخل کرین جسے انہون نے منظور
کر کے خاکسار کو ممنون مشکور فرمایا)

مسٹر نارائن پرشاد صاحب! اگر بالفرض مین مراد آباد وغیرہ کی ملازمت
پر مقرر ہو جاتا تو کیا اسلام مین داخل ہونا غیر ممکن تھا۔ اجی جناب ایسی باتون سے
آپ کے مذہب کی ترقی نہین ہو سکتی۔

آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب نے وہ تلاش کرتے کرتے اخبار
ستیہ دہرم پرچارک مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کے مراسلہ "اسی روپیہ پر بکا و
دہرم" کی نقل کر دی ہے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ دہلی سماج والون نے ایک جعلی و فرضی تحریر جسکی
نقل مسٹر نارائن پرشاد صاحب کے رسالہ کے صفحہ ۲ سطر اول سے ۱۳ تک
پر درج ہے بنا کر یہ طوفان بے تمیزی برپا کیا ہے۔ ہان یہ صحیح ہے کہ ایسے
جعلسازون کی گوشمالی کے لئے ہمین ضرور عدالتی چارہ جوئی کرنی لازم تھی
لیکن ہمارے مسلمان دوست صاحبان نے ہمکو ایسا کرنے سے منع کر دیا
ہے اور وہ فرماتے ہین کہ :- یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ چودہ سو سالون سے

یہی نقشہ چلا آتا ہی کہ جب کوئی شخص اسلام مین داخل ہوتا ہی تو وہ لالچی چور بے ایمان دغا باز جھوٹا جاہل سب کچھ بنا دیا جایا کرتا ہے وغیرہ ۔ غرضیکہ ہم نے اس خیال کو ترک کر دیا لیکن چونکہ اخبارات سے اب یہ بات کتابون مین بھی نقل کی جا رہی ہی پس ہم یہ اعلان کرتے ہین کہ کوئی صاحب ایسی تحریر (متعلقہ اشتی روپیہ ملنگنے کے) جسکی نقل شایع کرائی گئی ہی ہمارے ہاتھ کی لکھی ہوئی اگر ظاہر کر سکین تو ان کو ہم **مبلغ دو سو روپیہ انعام** دینے کو مستعد ہین ۔ جس کے لئے یون ہوگا کہ جب کوئی صاحب اس بات کے لئے تیار ہون گے تو اس بات کی اطلاع پانے پر ہم ایک عام جلسہ مین (جس مین مسلمان ہندو آریہ و عیسائی صاحبان شامل ہون) ان کو انٹروڈیوس کر کے حاضرین جلسہ سے درخواست کرین گے کہ وہ اس جعلی تحریر کو دیکھ کر اس بات کی تسلی جس طرح کہ مناسب سمجھین کر لیوین اور دونون پارٹی کی جانب سے کچھ صاحبان کی کمیٹی بطور پنچ مقرر کر دی جاویگی پس وہ پنچ صاحبان اگر ہم سے انعام دلا وین گے تو ہم بلا توقف دے دیوین گے ۔

آگے آریہ ڈیفنڈ صاحب فرماتے ہین کہ کیا بیس ہزار کی جائداد سے لٹ بھی وصول نہین ہو سکتے تھے ؟ اس کا جواب یہ ہی کہ اول مسٹر نارائن پرشاد صاحب یا دہلی سماج کے جعلساز شریر آریہ سماجی صاحبان اول مذکورہ بالا دو سو روپیہ انعام کا وصول کر لیوین اور تب یہ سوال ہم سے کرین ۔

آگے لکھا ہی : ان کے بقول جب کہ آریہ سماج کے عقائد اور سوامی دیانند کی تحریرات مین ان کو شکوک تھے تب کیون دہلی آریہ سماج مین پراشچت

۲ اس انعام کے لئے جناب مولانا مولوی عبد المجید صاحب سکرٹری انجمن اشاعت الاسلام دہلی کی خدمت مین رجوع ابستکرو ۔

کی درخواست دی اور پرایشچت کرایا۔ اس کا جواب یہ ہی کہ پنڈت گردھاری لال جی
سابق اپدیشک پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا حال وارد دہلی نے جو ہمارے پرانے
مہربان تھے جب منجملہ دیگر باتون کے یہ کہا کہ "خواہ سوامی دیانند کی تعلیم کو تم بالکل
ردّی ہی سمجھتے رہو مگر ہندوازم کے دائرہ سے باہر جانا قوم کا نقصان کرنا ہی
...... تمہین ایسا کرنے سے تو یہ بہتر تھا کہ **تم زہر کھا کر مر جاتے**
تمہارے تبدیل مذہب سے لوگ یہی یقین کرین گے کہ کسی خوبصورت عورت
کے عشق مین یا دولت کے لالچ مین مذہب تبدیل کر رہے ہو وغیرہ" ان باتون کا
میرے انتہ کرن پر ایسا اثر پڑا کہ مین نے ان کی ہدایت کو منظور کر لیا اور پرایشچت
کرایا مگر بعدہ دہلی سماج مین سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش کا آٹھوان سملاس
(پیدائش عالم) پڑھتے ہوئے ان کی سراسر دھینگا دھینگی پر میرا دماغ سخت
پریشان ہوا اور یہی فیصلہ کیا کہ **ہندوازم** کے دائرہ سے باہر جانا
ہی ضروری ہی۔

اے مسٹر نارائن پرشاد صاحب اور شریمان پنڈت گردھاری لال
شرما جی! اگر آپ چاہتے ہین کہ ہندو قوم کا زوال نہ ہو (یعنے اسکے ممبران
دوسرے مذہبون مین جا داخل نہ ہون) تو آپ صاحبان کو لازم ہے کہ
اپنے مذہب کے نقصون کو رفع کر ڈالین اور اگر ایسا کرنے مین آپ کو دیگر
مذاہب کی کچھ باتین اپنے اندر جذب کرنے کی ضرورت ہو تو پرواہ نہین ایسا
ضرور کرین کیونکہ سچائی کو قبول کرنا اور غلطیون کو ترک کرنا آریہ سماج کے مہرشی
کی خاص تعلیم ہے۔

آگے لکھا ہو کہ:۔ "یہ سوالات ہین جن کے حل کئے بغیر جاہل مسلمان بھلے ہی ترک وید پر زم پر خوش ہی کیون نہ ہوتے لیکن تعلیم یافتہ آدمی خواہ وہ مسلمان ہو یا آریہ یا اور کسی مذہب کا شریک ہو وہ بابو جگدمبا پرشاد صاحب کے اسلام کا اقبال نیک نیتی پر محمول نہین خیال کر سکتا"

ہم اس فقرہ کا کچھ جواب نہ دے کر ناظرین کو ہی موقع دیتے ہین کہ وہ جو چاہین سوچتے سمجھتے رہین۔

آگے فرماتے ہین کہ:۔ اُن کی سمجھ مین یہ کس طرح آیا کہ دُنیا عدم سے ہست ہو گئی۔ کس طرح عدم سے روح اور مادہ پیدا ہو گیا۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اس اسلامی تعلیم کو ہم نے سوامی دیانند مہاراج کی تسلیم کردہ اُپنشدون وغیرہ کے اندراج ہی سے سمجھ لیا ہے جسکی پوری بحث تو کتاب آریہ سماج کی پول کے مضمون پیدائش عالم مین آویگی لیکن مختصراً یہان پر دو منترون کو نقل کئے دیتے ہین۔ وہو ہذا۔

नासदासीन्नो सदासीत्तदानीं नासीद्रजो नो
व्योमा परो यत् किमावरीवः कुह कस्य शर्मन्न-
-म्भः किमासीद्गहनं गभीरम् ॥ ऋग्० ८/७/१७/१

ترجمہ۔ تب نہ ست (ہستی) تھی اور نہ است (نیستی) تھی۔ نہ رج (ذرہ) تھا اور نہ وہ تھا جو یہ بڑا اکاش (خلا) ہے ۔۔۔۔۔ (یہ رگ وید منڈل ۱۰ کا اول منتر ہے)

اب ناظرین غور کرین کہ ہستی اور نیستی دونون کا نہ ہونا اور ایک وحدہ لاشریک پر برہم پرماتما کا بذات خاص موجود ہونا (جیسا کہ اس منتر مین کہا گیا) ہی اسلامی اصول ہے یا نہین۔ یہ رگوید کا منتر سوامی جی کے رگ وید ادی

بحاشیہ بھومکا صفحہ ۱۵ اپر موجود ہے۔

اب دوسرا منتر ملاحظہ کیجئے۔ یہ منتر اپنشد کے بھرگو بلّی کا پہلا انوباک ہی

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते येन जातानि
जीवन्ति यत् प्रयन्त्यभिसंविशन्ति तद्विजिज्ञा-
-सस्व तद्ब्रह्म ॥ तै० उ० भ० अ० १ ॥

ترجمہ - جس سے یہ بھوت (عناصر) پیدا ہوے ہین جس کے ذریعہ سے پرورش پاتے ہین اور جس مین یہ فنا ہو کر واپس جاتے ہین اسکو ہی جانو وہ ہی برہم ہے۔

ناظرین! کیا اس منتر سے یہ صاف طور پر اسلامی اصول کی تائید نہین ہو رہی ہی کہ یہ سارا عالم اس ایک برہم پرماتما کی قدرت سے پیدا ہو گیا ہی اور وہ اپنی مرضی سے اُسے فنا بھی کر لیتا ہی یعنے نہ تو روح قدیم ہی اور نہ اُسے مادہ کی محتاجگی ہی۔ بلکہ در اصل ان کا وجود ہی نہ تھا۔ کیونکہ یہ بھی اُس سے پیدا ہوئے ہین یہ اس منتر سے بہت صاف طور پر ثابت ہی۔

واضح ہو کہ ایسے بکثرت حوالہ جات سے مادہ اور روح کی قدامت کی تردید ہماری کتاب آریہ سماج کی پول کے مضمون پیدائش عالم مین معہ کافی بحث ناظرین پائینگے (یعنے اس مین آریہ ڈیفنڈر صاحبان پنڈت تلسی رام جی وغیرہ کے جوابون کی بھی چھان بین ساتھ ہی ساتھ کی گئی ہی)

آگے آریہ ڈیفنڈر صاحب فرماتے ہین "کس طرح چھ ہزار سال سے قبل خدا کی ساری صفات بیکار تھین اور کس طرح چند سالون کے بعد پھر ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جائینگی"۔

اسپر ہم اسوقت غور کرین گے کہ جب ماسٹر نارائن پرشاد صاحب یا دیگر کوئی مہاشے ہمارے پاس خاص قرآن شریف کی آئتین معہ ترجمہ ان معنے مطلب کی نقل کرکے بھیج دیوین گے۔

آگے فرماتے ہین:- اُن کو بتلانا چاہیئے کہ نیوگ یا بواہ جسکا مدعا محض جائز طریقہ سے اولاد پیدا کرنا ہے اور یہ کہ اولاد پیدا کرنے کے علاوہ جذبات نفسانی کے پورا کرنے کی غرض سے اگر خاوند اور عورت بھی ملتی ہے تو بھی وہ ناجائز ہے۔ کس طرح یہ تعلیم اُن کو بُری معلوم ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ نیوگ کیلیے جو آریہ مہاشے اسقدر شور مچایا کرتے ہین پس انکو اسکی نظیر تو قائم کرنا چاہیئے اگر بالفرض ہم مان بھی لیوین کہ نیوگ بڑا عمدہ کام ہے لیکن ابھی آریہ مہاشیو! اس بارہ مین آپنے صرف زبانی جمع خرچ تک ہی کیون دائرہ محدود کر رکھا ہے اسقدر زیادہ ممبران آریہ سماج مین سے ایک مہاشے نے بھی آجتک نیوگ نہ کیا یہ کیا تعجب کی بات نہین ہے۔

اچھا ماسٹر نارائن پرشاد جی! ہم آپکی خدمت مین ایک سوال پیش کئے دیتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ اسپر بعد کافی غور وخوض کے معقول جواب دیوین گے۔

فرض کیجئے کہ ایک شخص کی بیوی مرگئی اور وہ نوجوان ادمی ہے اور نیک نیتی سے اس سچائی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ برہمچاری ہوکر نہین رہ سکتا۔ اب آپ تبلائیے کہ وہ اگر آریہ سماج کا ممبر ہے تو آپ اس کیلئے کیا مشورہ دینگے۔ اسلام کا فیصلہ تو یہ ہے کہ اسکی بلا توقف دوسری شادی ہوجانی چاہیئے۔ سناتنی ہندون نے چاہے بیوہ عورتون پر کتنا ہی ظلم روا رکھا ہو مگر رنڈوا مردونکو انہون نے بھی یہ عام آزادی دے رکھی ہے کہ وہ ایک کنواری لڑکی سے شادی کرلیوے لیکن سوامی دیانند مہاراجنے رنڈوا کی دوسری شادی

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۸) پس آریہ صاحبان اپنے مہرشی کے خلاف یہ مشورہ تو دے
ہی نہین سکتے کہ اس شخص کی دوسری شادی کرادی جاوی کیونکہ ایسا کرنا انکی مہرشی
کے سخت خلاف ہی) اور جوکہ سوامی جی نے ایسون کے لئی نیوگ کی ہدایت کی ہی کہ ”
اگر برہم چریہ نہ رہ سکین تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لین“ (دیکھو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ
۱۴۸ سطر اول) پس اس ہدایت پر عمل کرنیکیلئے جو لوگ تیار ہوتے ہین انکو لیڈران
سماج صلواتین سنا کر روک دیتے ہین یعنے آریون کا یہ پرایوٹ فیصلہ ہی کہ نیوگ کی
نظیر نہ قائم کیجاوے تو اب مسٹر نارائن پرشاد صاحب بتلاوین کہ اس رنڈوے کو تو
دوسری شادی کی اجازت دیتے ہین اور نہ نیوگ کرنے کی ازادی دیتے ہین پھر بھلا
وہ بیچارہ کیا کرے۔

ناظرین ذرہ انصاف سے سوچئے کہ کیا اسی تعلیم کے بہروسے آریہ ڈیفنڈر
صاحب اپنی من مانی گھڑنت کی اسقدر تعریف کرتے ہوئے اسلام و دیگر تمام مذاہب
کے اصولون کو خراب و گمراہ کنندہ کہہ رہے ہین۔ واہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

ناظرین! سناتنی ہندؤن کا ظلم تو صرف بیواؤن کو رولاتا تھا انہین اسقاط حمل
وغیرہ پر مجبور کرتا تھا مگر آریہ سماجیون کا تو یہ فیصلہ ہی کہ رنڈواؤن کو بھی سوامی
دیانند کا نام لے کر سر پیٹنا چاہئے یا وہ بازاری ہوا.......کھایا کرین۔

افسوس اس گمراہ و تباہ کرنے والی تعلیم کے بہروسہ آریہ ڈیفنڈر صاحب اسلام
پر الزام لگاتے ہین انکو ذرہ اوپر کی سطرون کو بغور پڑھ کر شرم آنی چاہئے۔
آگے یون فرماتے ہین ”اور کس طرح اس تعلیم کو انہون نے اچھا سمجھ لیا کہ مرد و عورت

اسکا جواب یہ ہی کہ اس فقرہ کو جب تک آریہ صاحبان نہ خاص قرآن شریف
کی کسی آیت کا ترجمہ نہ ظاہر کرین تب تک ہم اس پر غور کرنیکیلئے بھی تیار نہین ہین۔
آگے بابو نارائن پرشاد جی فرماتے ہین "بابو جگدمبا پرشاد صاحب نے اپنے رسالہ مین
ظاہر کیا ہی کہ وہ مسلمان ہونے پر بھی آریہ سماج کے چوتھے اصول کو کہ سچ کو قبول
کرنے . . . . . ملنتے رہین گے (بیشک دوبارہ سہ بارہ بھی عرض ہی) انکی اس
تحریر کو نیک نیتی کی تحریر خیال کرکے (پس مین انجناب کا اس خیال کے لئے
مشکور ہون) ان صفحات کے پڑھنے کی تکلیف ناظرین کو اور خود بابو صاحب
کو دی ہی (مگر افسوس کہ آپنے ایک رسالہ وی پی یا بیرنگ بھی ہمارے پتہ پر نہ
روانہ فرمایا اور نہ ایک کارڈ یا بیرنگ خط کے ذریعہ اطلاع ہی دی پس اس
رسالہ کو شایع ہونے سے شاید ایک ماہ بعد ہم حاصل کرسکے) امید ہی کہ بابو صاحب
یا تو نئے مذہب کی باتون کو سچ ثابت کرین گے ورنہ انکو دور ہی سے سلام
کرکے ویدون کی صداقت کے سامنے سر جھکا دین گے۔"

اس کا جواب یہ ہی کہ اول ہم نے جو کہ اس پرانے مذہب کا غلط ہونا ثابت کرنا
شروع کیا ہی اس سلسلہ کو ادہورا چھوڑنا نہ تو مناسب ہی اور نہ ضروری ہی پس
اس کا انجام ہونے پر ضرور ہم آریہ ڈیفنڈر صاحب کی صلاح پر کاربند ہونگے
اور اگر آریہ ڈیفنڈر صاحبان ہمارے پیش کردہ اعتراضات کا معقولیت سے
رد کردیوین (جو کہ اسوقت تک نہین ہوسکتا جب تک کہ کتاب ستیارتھ پرکاش
کے اکثر اندراج انکو منسوخ کردیا جاوے یا کم ازکم ان سے باضابطہ طور پر

صدق دل سے یہ اعلان کرتے ہین کہ بلا پس و پیش آریہ سماج مین واپس چلے جانے کو تیار ہون گے (یہ دوسری بات ہی کہ نہ نومن تیل ہوگا اور نہ رادہا ناچیگی) شریمان مہاشے نارائن پرشاد جی! آپ سے آخر مین یہ نویدن ہی کہ اگر آپ اس رسالہ کا جواب شایع کرین یا اور ایسی کوئی تحریر میری کتاب آریہ سماج کی پول کی نسبت شایع کرین (خواہ اور کوئی آریہ مہاشے کسی قسم کی کوئی کتاب لکھین یا اخبارون مین مضامین شایع ہون) تو ضرور بالضرور اسکی ایک کاپی خاکسار کے نام پر وی پی یا بیرنگ روانہ کر دیوین یا کم از کم ایک کارڈ خواہ بیرنگ خط کے ذریعہ مجھے مطلع کر دیوین کہ فلان مقام سے اس پتہ پر اس قیمت پر فلان کتاب مل سکتی ہی مین یقین دلاتا ہون کہ ایسی وی پی یا بیرنگ خط یا پیکٹ ہرگز ہرگز بھی واپس نہ کئے جاوینگے

اتی اوم شانتہ

راقم

عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد ورما

تحفۃ الہند

مولوی شیخ عبید اللہ صاحب نومسلم ساکن بٹالہ کی مشہور کتاب تحفۃ الہند جسمین ناستی ہندوون کے اعتقادات کی چھان بین و پڑتال نہایت معقولیت کیساتھ کیگئی ہی کا انگریزی ترجمہ جناب غلام محمد بن حافظ صادق صاحب سوداگر مقام زاہد ضلع سورت نے کرایا ہی جسکی قیمت مبلغ دو روپیہ ہی یہ انگریزی دان صاحبان کیلئے خاص دلچسپی کا ذریعہ ثابت ہوگی یہ کتاب مذکورہ بالا مترجم صاحب کے علاوہ راقم سے بھی دستیاب ہو سکتی ہی (بذریعہ نوٹ وغیرہ کے ذریعہ اصل